Over 180K Followers

15 TO 21 SEPTEMBER, 2025 ☆☆☆ ۱۵تا۲۱ستمبر۲۰۲۵

صارفین سے سرکار تک
چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

کنزیومر واچ

ایڈیٹر: نشید آفاقی

CONSUMER WATCH KARACHI

Government of Pakistan office of the Press Registrar Islamabad Registration No.2793

سیلاب، غذائی بحران اور بے روزگاری
کیا مہنگائی واقعی صرف 3 فیصد ہے؟

مصنوعی ذہانت کا چین

ترقی شعرا و ویلفیئر آرگنائزیشن کا
یادگار کروز مشاعرہ و محفل غزل

آٹے اور روٹی کی بڑھتی قیمتیں: غریب طبقہ متاثر

کراچی پریس کلب کے سابق سیکریٹری
ولی رضوی کی موت کیسے ہوئی؟ آغا خالد کا کالم

انسٹاگرام انفلوئنسرز کے لیے ان باکس مینجمنٹ ٹولز متعارف ہوں گے

نیویارک (کنزیومرواچ نیوز) فوٹو اور ویڈیو شیئرنگ پلیٹ فارم انسٹاگرام انفلوئنسرز کے لیے ان باکس مینجمنٹ ٹولز متعارف کرانے جا رہا ہے۔ رپورٹس میں متعارف کرائے جانے والے ٹولز میں ملٹی سلیکٹ فلٹرز شامل ہوں گے جو صارفین کو تیزی سے پیغامات چھانٹ کر اہم پیغام کا جواب دینے میں مدد دیں گے۔ انسٹاگرام نے کسٹم شارٹ کٹ بنانے کے لیے ایک آپشن بھی شامل کیا ہے جس سے ترجیحی پیغامات کا فولڈر بنایا جا سکے گا۔ صارفین ایسے نئے فولڈرز بنا سکیں گے جو ان کی ترجیحات کی عکاسی کر سکیں گے۔ ان فولڈرز کو پیغام کی اقسام کی بنا پر ترتیب بھی دیا جا سکے گا۔ میٹا کے ذیلی پلیٹ فارم کا کہنا تھا کہ یہ ٹولز تخلیق کاروں کو مزید آزادی دیں گے تاکہ وہ مزید تخلیقی کام کر سکیں۔ کمپنی کے مطابق یہ ٹول سیٹ صرف ان صارفین کے لیے ہوگا جن کے ایک لاکھ سے زیادہ فالوورز ہوں گے۔

ٹک ٹاک اپنے صارفین کے لیے نئے فیچرز متعارف کرائے گا

بیجنگ (کنزیومرواچ نیوز) ویڈیو شیئرنگ پلیٹ فارم ٹک ٹاک آئندہ ہفتوں میں صارفین کے لیے وائس میسجز اور امیج شیئرنگ فیچر شامل کر کے ڈائریکٹ میسج (ڈی ایم) کا دائرہ کار بڑھانے جا رہا ہے۔ کمپنی کی جانب سے یہ اپ ڈیٹ پلیٹ فارم کو مزید بہتر سوشل اسپیس بنانا ہے تاکہ صارفین شارٹ فارم ویڈیو کانٹنٹ کے ساتھ دوستوں اور کمیونٹیز کے ساتھ رابطہ کر سکیں۔ کمپنی کے ترجمان جاشیل جونز کے مطابق یہ نئے فیچرز ان تمام ٹک ٹاکرز کو دستیاب ہوں گے جن کو ڈی ایمز تک رسائی ہے۔ ترجمان نے واضح کیا کہ یہ تبدیلیاں کم عمر صارفین کے لیے نہیں ہوں گے۔ ان کا کہنا تھا کہ ڈائریکٹ میسجنگ صرف ان صارفین کے لیے دستیاب ہوگی جن کی عمر 16 برس یا اس سے زیادہ ہوگی۔ ٹک ٹاک نے تصدیق کی کہ یہ تبدیلی آئندہ چند ہفتوں میں بتدریج جاری کی جائے گی۔

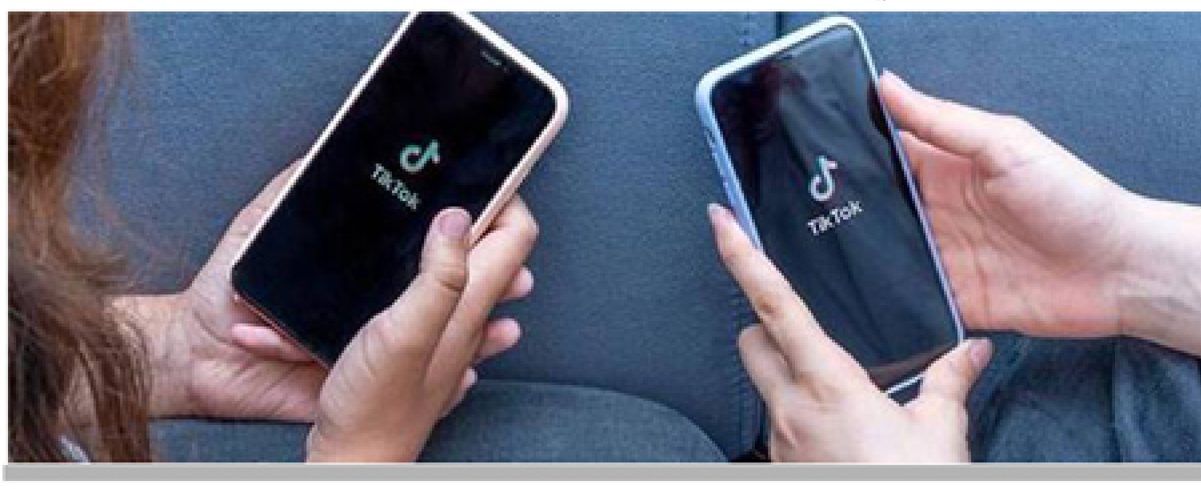

موسمیاتی تبدیلیاں، 30 سال تک کی پیشگوئیاں درست ثابت

واشنگٹن (کنزیومرواچ نیوز) نئے مطالعے میں انکشاف کیا گیا ہے کہ موسمیاتی تبدیلی کے حوالے سے 30 سال پہلے کی پیشگوئیاں حیرت انگیز حد تک صحیح ثابت ہوئی ہیں۔

.1 عالمی درجہ حرارت

ایم آئی ٹی اور یونیورسٹ اف کیلیفورنیا اور ناسا کے محققین نے پایا کہ 1970 سے 2007 کے درمیان جو 17 کلاؤڈ ماڈلز بنائے گئے ان میں سے 14 نے بعد میں ہونے والے عالمی درجہ حرارت کو بڑے حد تک درست اندازے سے پیشگوئی کی تھی، یعنی تقریباً 82% ماڈلز نے ٹھیک نتائج دیے۔ یہ تحقیق اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ جو گرمائش ہم نے دیکھی وہ تقریباً وہی ہے جو کلائمیٹ ماڈلز نے 30 سال پہلے پیشگوئی کی تھی۔

.2 سمندری سطح کا اضافہ

ٹولین یونیورسٹی کے محققین نے تحقیق کی کہ 1996 میں آئی پی سی سی نے تقریباً 8 سینٹی

میٹر (تقریباً 3 انچ) سمندر کی سطح کے اضافے کی پیشگوئی کی جو کہ اگلے 30 سال میں حقیقی طور پر 9 سینٹی میٹر ہوئی، حیرت انگیز حد تک 8 کے قریب نکلی۔

.3 مجموعی جائزہ

کاربن بریف اور ییل کلائمیٹ کنیکشنز جیسی تحقیقاتی رپورٹس بھی یہ ثابت کرتی ہیں کہ 1973 سے جاری ماڈلز نے گرین ہاؤس گیسوں کی تبدیلیوں کے اثرات کا کافی حد تک درست اندازہ لگایا، اگرچہ کچھ ماڈلز میں کم یا زیادہ پیشگوئی ہوئی تاہم مجموعی رجحان درست تھا۔ ناسا کی بھی تحقیق بتاتی ہے کہ 1970 کے بعد جاری ماڈلز نے مستقبل کے درجہ حرارت کے اندازوں میں کافی مہارت دکھائی، اور جب ماڈلز میں فرض کردہ ماحولیاتی عوامل کی غلطیوں کو درست کیا گیا، تو درست پیشگوئی کرنے والے ماڈلز کی تعداد 14 تک پہنچ گئی۔

ذائقہ دار چاکلیٹ کی تیاری میں بیکٹیریا کا اہم کردار

لاہور (کنزیومرواچ نیوز) چاکلیٹ کے ذائقے اور خوشبو کی تیاری میں بیکٹیریا کا کردار بنیادی ہے۔ دراصل کوکو بینز جب توڑی جاتی ہیں تو ان کا ذائقہ ابھی "کڑوا اور بے ذائقہ" ہوتا ہے۔ اصل ذائقہ fermentation (خمیر کاری) کے دوران بنتا ہے اور یہی عمل بیکٹیریا اور خمیر (yeast) کی مدد سے ہوتا ہے۔ تازہ کوکو بینز کو گودے سمیت ڈھیر یا لکڑی کے ڈبوں میں ڈال کر ڈھانپ دیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے yeast (قدرتی خمیر) شوگر کو alcohol میں بدلتے ہیں۔ اس کے بعد acid lactic bacteria آتے ہیں جو شوگر اور لیکٹک ایسڈ بناتے ہیں۔ نتیجے میں درجہ حرارت بڑھتا ہے اور تیزابیت پیدا ہوتی ہے۔ یہ بینز کے اندرونی اینزائمز کو فعال کرتا ہے۔ اگلے مرحلے میں bacteria aceticacid اسیٹک ایسڈ کو (سرکہ تیزاب) میں بدلتے ہیں۔ اس عمل سے درجہ حرارت 45–50°C تک پہنچ جاتا ہے۔ بینز کے خلیے مرجاتے ہیں اور اندرونی کیمیائی ردعمل شروع ہوتا ہے۔ بیکٹیریا اور ان کے بنائے ہوئے ایسڈز + گرمی سے پروٹین تشکیل ہوتے ہیں۔ اگر فرمینٹیشن درست ہو تو بیکٹیریا کا کام تیزابیت اور الکوحل کی ایک خاص مقدار تک محدود رہتا ہے۔ زیادہ یا کم خمیر کاری ذائقے کو بگاڑ دیتی ہے۔

2025 کے ابتدائی 6 ماہ کے دوران عالمی سولر انسٹالیشن میں بڑا اضافہ

ہانگ کانگ (کنزیومرواچ نیوز) ایک نئی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ 2025 کے ابتدائی چھ ماہ میں عالمی سطح پر 380 گیگاواٹ کی نئی سولر کپیسٹی انسٹال کی گئی جس میں چین کا کردار نصف سے زیادہ رہا۔ انرجی تھنک ٹینک Ember کی تازہ ترین رپورٹ کے مطابق 2025 کے ابتدائی چھ ماہ میں عالمی سطح پر شمسی توانائی سے بجلی کی پیداوار میں 380 گیگاواٹ کا اضافہ کیا گیا جو کہ 2024 کے ابتدائی چھ ماہ سے 64 فی صد زیادہ ہے، اس عرصے میں 232 گیگاواٹ انسٹال کیے گئے تھے۔ 2024 میں دنیا 350 گیگاواٹ تک ستمبر میں پہنچی تھی جبکہ 2025 میں یہ ہندسہ جون میں حاصل کر لیا گیا ہے۔ چین نے پوری دنیا کے مقابلے میں ڈگنے سولر انسٹال کیا اس دوڑ میں چین سرفہرست رہا۔ 2025 کے پہلے چھ ماہ میں چین گزشتہ برس اس ہی دورانیے کے مقابلے میں ڈگنی انسٹالیشن کیں۔ جس کے نتیجے میں چین نے پوری دنیا کی مجموعی شمسی توانائی کی پیداوار کا ڈگنا حصہ پیدا کیا۔ 2024 کے پہلے ششماہی میں چین نے عالمی سولر انسٹالیشنز کا 54 فی صد حصہ لگایا تھا۔ چین کے علاوہ تمام دیگر ممالک نے 2024 کے ابتدائی چھ ماہ میں تقریباً 124 گیگاواٹ انسٹال کیے جو کہ 2024 کے پہلے ششماہی کے مقابلے میں 15 فی صد زیادہ ہے۔

15 TO 21 SEPTEMBER, 2025 ☆☆☆ ۱۵ تا ۲۱ ستمبر ۲۰۲۵

صارفین سے سرکار تک

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

کنزیومر واچ

CONSUMER WATCH KARACHI

https://www.facebook.com/ Consumerwatch.news

مجلس ادارت:

● چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم ● ایگزیکٹو ایڈیٹر: ڈاکٹر ہما بخاری ● ایڈیٹر: نشید آفاقی

● لیگل ایڈوائزر: ندیم شیخ ایڈووکیٹ ● ایم ڈی سیلز اینڈ مارکیٹنگ: ظفر حسین،

● ڈائریکٹر بزنس ڈیولپمنٹ: ثوبیہ شاکر علی ● پریس منیجر: شکیل احمد خان

● رپورٹنگ ٹیم: احمد حسین انصاری، نصیر الدین، جاوید احمد
محمد دانش، ارباب حسین، حسنین احمد

● رپورٹنگ ٹیم: احمد حسین انصاری، نصیر الدین، جاوید احمد
محمد دانش، ارباب حسین، حسنین احمد

دفتر کا پتہ: H41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی
فون نمبر: 021-34528802-3

فرمان الٰہی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

اسی کی طرف تم کو پھرنا ہے۔
اللہ کا سچا وعدہ بے شک وہ پہلی بار بناتا ہے
پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائے گا۔
سورۃ یونس 10 - آیت نمبر 04

مجھے ہے حکم اذاں.................!

وفاقی حکومت نے کرپٹوگرافک اور آئی ٹی سیکیورٹی ڈیوائسز اسٹینڈرڈ کی منظوری دیدی جو پاکستان سیکیورٹی اسٹینڈرڈ (پی ایس ایس) کہلائے گا۔ یہ اسٹینڈرڈ پاکستان اسٹینڈرڈز اینڈ کوالٹی کنٹرول اتھارٹی (پی ایس کیو سی اے) نے نیشنل ٹیلی کمیونیکیشن اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی سیکیورٹی بورڈ (این ٹی آئی ایس بی) کی سفارش پر تیار کیا ہے، یہ فریم ورک پرانے اور غیر واضح TM-27 ماڈل (1994) کی جگہ لے گا۔ پاکستان سیکیورٹی اسٹینڈرڈ جون 2028 سے نافذ العمل ہوگا، اس اسٹینڈرڈ سے کرپٹوگرافک اور آئی ٹی سیکیورٹی ا؟ لات کی جانچ پڑتال اور سرٹیفکیشن ہوگی۔ کرپٹوگرافک اور آئی ٹی آلات کے لیے چار سطحوں پر سیکیورٹی کی درجہ بندی کی گئی ہے، سیکیورٹی اسٹینڈرڈ کے تحت کرپٹوگرافک پرائمیٹوز کو علیحدہ طور پر جانچا جائے گا، ہارڈ ویئر سیکیورٹی ماڈیولز، انکرپشن ڈیوائسز اور فائر وال کی سیکیورٹی جانچ ہوگی۔ پاکستان کا ہر قسم کی تجارت پر پابندی کے باوجود بھارت سے بالواسطہ درآمدات کا انکشاف ہوا ہے۔ ذرائع وزارت تجارت کے مطابق اگست 2025 میں بھارت سے پاکستان کی بالواسطہ درآمدات 3 کروڑ 20 لاکھ ڈالر رہیں۔ سالانہ بنیادوں پر اگست 2025 میں بھارت سے بالواسطہ درآمدات 37 فیصد بڑھیں۔ ذرائع وزارت تجارت کے مطابق اگست 2024 میں بھارت سے پاکستانی درآمدات کا حجم 2 کروڑ 33 لاکھ ڈالر تھا۔ موجودہ حکومت کے ڈیڑھ سال میں بھارت سے سالانہ بالواسطہ درآمدات میں 7 بار اضافہ ہوا۔ ذرائع وزارت تجارت کے مطابق مارچ، اگست اور ستمبر 2024 میں بھارت سے سالانہ بنیاد پر بالواسطہ درآمدات میں اضافہ ہوا تھا۔ اکتوبر 2420 اور فروری، مارچ 2520 میں سالانہ بنیاد پر بھارت سے بالواسطہ درآمدات بڑھیں۔ حکام وزارت تجارت کے مطابق پاکستان نے رواں سال مئی میں بھارت کے ساتھ ہر قسم کی تجارت پر پابندی لگائی۔ یہ فیصلہ بھارت کی جانب سے سندھ طاس معاہدہ یکطرفہ معطل کیے جانے کے بعد کیا گیا۔ پاکستان نے بھارتی مصنوعات کی تیسرے ممالک سے درآمد پر بھی پابندی عائد کی تھی۔ حکام وزارت تجارت کے مطابق اس سے قبل پاکستان نے اگست 2019 میں بھارت کے ساتھ تجارت معطل کر دی تھی۔ پاکستان نے بعد میں بھارت کے ساتھ تجارت میں نرمی کی تھی۔ پاکستان نے بھارت کے ساتھ زندگی بچانے والی ادویات کی تجارت کرنیکی اجازت دی تھی۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے ملکی زرمبادلہ ذخائر کے تازہ اعدادوشمار جاری کردیے۔

اسٹیٹ بینک کے مطابق زرمبادلہ ذخائر گزشتہ کاروباری ہفتے میں 2.14 کروڑ ڈالر بڑھے۔ اسٹیٹ بینک کے مطابق ملکی زرمبادلہ ذخائر 5 ستمبر تک 19.68 ارب ڈالر رہے۔ اس کے علاوہ اسٹیٹ بینک کے ذخائر 3.38 کروڑ ڈالر اضافے سے 14.33 ارب ڈالر رہے جبکہ کمرشل بینکوں کے ذخائر 1.24 کروڑ ڈالر کم ہو کر 5.34 ارب ڈالر رہے۔ کاروباری حلقوں نے اس حوالے سے توقع ظاہر کی ہے کہ اگر صورت حال بہتر رہی تو زرمبادلہ کے ذخائر میں مزید اضافہ ممکن ہے، تاہم اس سلسلے میں حکومت کو چاہیے کہ وہ تاجر برادری سے مذاکرات کرے تاکہ بہتر نتائج نکل سکیں۔

خیر اندیش
شیخ راشد عالم
چیف ایڈیٹر کنزیومر واچ

Top Stories ٹاپ اسٹوریز

سیلاب، غذائی بحران اور بے روزگاری
کیا مہنگائی واقعی صرف 3 فیصد ہے؟
PAGE 04

مصنوعی ذہانت کا چین
PAGE 07

آٹے اور روٹی کی بڑھتی قیمتیں
غریب طبقہ شدید متاثر
PAGE 05

ترقی شعر و ویلفیئر آرگنائزیشن
کا یادگار کروز مشاعرہ و محفل غزل
PAGE 09

کراچی پریس کلب کے سابق
سیکریٹری ولی رضوی کی موت کیسے ہوئی؟
PAGE 06

جی ڈی پی گروتھ کی پیش گوئی
ٹیکسٹائل شعبے کے مطالبات بڑھ گئے
PAGE 10

چیف ایڈیٹر و پبلشر شیخ راشد عالم نے فیئر پرنٹنگ پریس راجہ کوثر بلڈنگ، برنس روڈ سے چھپوا کر H-41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2 کراچی سے شائع کیا

سیلاب، غذائی بحران اور بے روزگاری

کیا مہنگائی واقعی صرف 3 فیصد ہے؟

کنزیومر واچ رپورٹ

ادارہ شماریات پاکستان (پی بی ایس) نے اگست 2025 کے لیے صارف قیمت اشاریہ (سی پی آئی) 3 فیصد قرار دیا ہے جو جولائی میں 4.1 فیصد تھی اور پچھلے سال اگست کے مقابلے میں 8.1 فیصد کی نمایاں کمی ظاہر کرتی ہے۔ تاہم ماہرین اقتصادیات اس اعداد و شمار کو چیلنج کرتے ہیں اور بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف) کے اس نتیجے کی جانب بھی اشارہ کرتے ہیں کہ جی ڈی پی کے ایک تہائی حصے پر مشتمل شعبوں کے لیے دستیاب اعداد و شمار ناقص ہیں جبکہ حکومت کے مالیاتی اعداد و شمار کی تفصیل اور معتبرت میں بھی مسائل موجود ہیں۔ مہنگائی کے اعداد و شمار کے سیاسی اثرات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور دیگر ممالک میں بھی اسے جتنا ممکن ہو، قابل اعتماد حد تک ایڈجسٹ کرنا معمول کی بات ہے۔

دو اہم مشاہدات قابل ذکر ہیں۔ پہلا، مون سون کا آغاز 26 جون 2025 کو ہوا، جس میں معمول سے زیادہ بارش اور گلیشیئر کے پگھلنے کے اثرات شامل تھے، جو جنگلات کی کٹائی اور پانی ذخیرہ کرنے والے ڈیم نہ بنانے کی ناکامی سے مزید شدید ہو گئے۔ گزشتہ ہفتوں میں سیلاب کے پانی نے فصلوں، مویشیوں اور بنیادی ڈھانچے (گھر، سڑکیں، بجلی وغیرہ) کو شدید نقصان پہنچایا اور فارم سے مارکیٹ تک خراب ہونے والی اشیا کی ترسیل کے راستے بھی متاثر ہوئے۔

مزید برآں اگست کے آخری ہفتے میں بھارت نے پاکستانی پنجاب میں سیلابی پانی چھوڑا، جس سے مزید غذائی قلت متوقع ہے اور ملک کے اندرونی علاقوں میں قیمتوں میں اضافے کا امکان بڑھ گیا ہے۔ یہ پانی سندھ تک پہنچنے کی توقع ہے، جہاں اس کے اثرات بھی فصلوں اور بنیادی ڈھانچے پر یکساں طور پر تباہ کن ہوں گے۔ اس پس منظر میں پی بی ایس کا دعوی کہ خراب ہونے والی اشیا کا اشاریہ جولائی کے 276.46 سے اگست میں 243.08 پر کم ہوا، ممکنہ طور پر حقیقت سے ہٹ کر یا غیر معمولی لگتا ہے۔

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ سیلاب سے متاثرہ افراد کی بڑی تعداد اور 2023 کے ہاؤسنگ سینسز کے مطابق پورے ملک میں 22 فیصد بے روزگاری اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ خراب ہونے والی اشیا کو دی جانے والی 4.99 فیصد وزن داری (کھانے پینے کی اشیا اور غیر الکوحل مشروبات کے مجموعی 34.58 فیصد میں شامل) کو بڑھانے کی ضرورت ہے، تاکہ اقتصادی ٹیم کے رہنما عالمی بینک کے فراہم کردہ انتہائی تشویشناک اعداد و شمار پر توجہ مرکوز کر سکیں، جس کے مطابق پاکستان میں حالیہ سیلاب سے پہلے غربت کی سطح 44.7 فیصد تھی۔

کور مہنگائی بڑھنے کی شرح) غیر خوراکی اور غیر توانائی اشیا (اگست 2025 میں 0.1 فیصد کمی کے ساتھ 6.9 فیصد پر آ گئی، جبکہ جولائی میں 7 فیصد اور گزشتہ سال اگست میں 10.2 فیصد تھی۔ اس جمود کی ایک وجہ مانیٹری پالیسی کمیٹی کا آئی ایم ایف کے ساتھ بات چیت کے بعد موجودہ 11 فیصد ڈسکاؤنٹ ریٹ میں کمی کے امکان کو کم سمجھنا بھی ہو سکتا ہے۔ یاد رہے کہ وزیر خزانہ نے موجودہ شرح میں کمی کی پیش گوئی کی تھی جسے جاری سال کے اخراجات کے مارک اپ جزو میں کمی کی وجہ کے طور پر پیش کیا گیا تھا۔

پی بی ایس نے جولائی تا اگست 2025 کے لیے ہول سیل پرائس انڈیکس) ڈبلیو پی آئی (منفی 0.74 فیصد شمار کیا، جبکہ پچھلے سال اسی مدت میں یہ 8.28 فیصد تھا۔ آئی ایم ایف نے اکتوبر 2024 میں پی بی ایس کو تکنیکی معاونت)ٹی اے (فراہم کرنے کا فیصلہ کیا جس کا مقصد حکومت کے مالیاتی اعداد و شمار کی تیاری کی صلاحیت کو مضبوط کرنا اور ایک نیا پروڈیوس پرائس انڈیکس تیار کرنا تھا، جس سے بلا شبہ ڈبلیو پی آئی کے حسابات میں نمایاں تبدیلی آئے گی۔

تکنیکی معاونت جولائی 2025 میں شروع ہوئی اور جون 2026 تک نافذ کرنے کا شیڈول ہے۔ اب دیکھنا یہ ہوگا کہ یہ معاونت ہمارے اعداد و شمار کی خامیوں کو کس حد تک دور کرتی ہے یا سیاسی ملاحظات اب بھی درست اور باخبر اقتصادی فیصلے کرنے کی صلاحیت پر حاوی رہیں گے۔

آٹے کا نیا بحران پیدا ہو سکتا ہے؟؟

کنزیومر واچ رپورٹ

پاکستان فلور ملز ایسوسی ایشن سندھ نے گندم کے مصنوعی بحران پیدا کرنے کا ذمہ دار پنجاب حکومت کو قرار دیتے ہوئے وفاقی حکومت سے ملوں کو گندم درآمد کرنے کی اجازت دینے کا مطالبہ کر دیا، بین الصوبائی پابندی سے آنیوالے دنوں میں گندم کا بحران شدت اختیار کرنے اور آٹے کا نیا بحران پیدا ہو سکتا ہے۔

ایسوسی ایشن کے چیئرمین عبدالجنید عزیز نے بتایا کہ پنجاب حکومت کی جانب سے گزشتہ ہفتے کے اختتام پر اچانک گندم کی بین الصوبائی نقل و حمل پر پابندی عائد کر دی گئی ہے، سندھ میں پنجاب سے قبل گندم کی فصل کی آمد فروری سے شروع ہو جاتی ہے جسے پنجاب سمیت ملک کے دیگر صوبوں کی ضروریات پوری کرنے کیلیے ترسیل ہوتی ہے جبکہ پنجاب میں گندم کی پیداوار تاخیر سے ہوتی ہے۔

انہوں نے بتایا کہ پنجاب نے اپنی ضروریات کی گندم پوری کرنے کے بعد غیر متوقع طور پر گندم کی بین الصوبائی نقل و حمل پر پابندی عائد کر دی ہے، جس کے نتیجے میں سندھ، بلوچستان اور خیبر پختونخوا میں گندم کا مصنوعی بحران پیدا ہو گیا ہے۔

عبدالجنید عزیز نے کہا کہ گندم کے ڈی ریگولیشن کی پالیسی کے بعد اس پر گندم کی نقل و حمل پر کوئی پابندی نہیں لگائی جا سکتی ہے اور یہ شق 151 پاکستان کے آئین میں موجود ہے لیکن اس شق دھجیاں اڑائی جا رہی ہے اور عوام میں اضطراب کی کیفیت پیدا کر دی گئی ہے۔

انہوں نے کہا کہ اس نوعیت کے غیر دانشمندانہ سرکاری اقدامات ہمیشہ بحرانوں کی بنیاد بنتے ہیں، جبکہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ پنجاب میں بدترین سیلابی صورتحال کو مد نظر رکھتے ہوئے پنجاب سے گندم دوسرے صوبوں کو منتقل کی جاتی مگر پنجاب حکومت نے گندم کی نقل و حمل پر پابندی لگا کر اربوں روپے کی ذخیرہ کی گئی گندم کو خطرات سے دوچار کر دیا ہے۔

آٹے اور روٹی کی بڑھتی قیمتیں: غریب طبقہ شدید متاثر

کنزیومر واچ نیوز

حالیہ دنوں میں پاکستان میں اشیائے خوردونوش کی قیمتوں میں ایک بار پھر اضافہ دیکھنے میں آرہا ہے۔ چینی کی قیمتوں میں مسلسل اضافے کے بعد اب آٹے اور روٹی کی قیمتیں بھی عام آدمی کی دسترس سے دور ہوتی جا رہی ہیں۔ کراچی سمیت ملک کے مختلف حصوں میں تندور مالکان نے نان، چپاتی اور دیگر مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ کر دیا ہے جبکہ مارکیٹ میں برانڈڈ آٹے کی قیمتوں میں بھی نمایاں اضافہ دیکھنے کو ملا ہے۔ اس صورتحال نے کم آمدنی والے طبقے، خاص طور پر دیہاڑی دار مزدوروں کو براہِ راست متاثر کیا ہے جو روزانہ کھانے کے لیے مقامی تندوروں اور ہوٹلوں پر انحصار کرتے ہیں۔

آٹے اور گندم کی بڑھتی قیمتیں

ڈان اخبار کی رپورٹ کے مطابق کراچی میں نان اور چپاتی کی قیمتوں میں فی روٹی اوسطاً 2 روپے کا اضافہ کیا گیا ہے۔

اس کے ساتھ ہی برانڈڈ آٹے کے پانچ کلو تھیلے کی قیمت 700 روپے تک جا پہنچی ہے، جو محض ایک ماہ قبل 500

روپے تھی۔

حالانکہ اس سال مارچ اور اپریل میں نئی گندم کی فصل آچکی تھی، مگر قیمتوں میں کمی کے بجائے اضافہ ہوا ہے۔

ریٹیلرز کا کہنا ہے کہ زیادہ طلب کے باعث بڑے تاجر پرانے آٹے کے ذخائر بیچ کر منافع کما رہے ہیں۔ اس دوران صارفین دوہری مشکل کا شکار ہیں: ایک طرف مہنگائی کا دباؤ، دوسری طرف معیار کے حوالے سے غیر یقینی صورتحال۔

ذخیرہ اندوزی اور منافع خوری

ماہرین کے مطابق موجودہ گندم بحران کا براہِ راست تعلق حالیہ پنجاب اور دیگر علاقوں میں آنے والے سیلاب سے نہیں ہے، کیونکہ گندم کی کٹائی مارچ اپریل میں مکمل ہو چکی تھی۔ ان کا کہنا ہے کہ اصل مسئلہ ذخیرہ اندوزی اور سرمایہ کاری کے نام پر گندم روک کر رکھنے سے پیدا ہوا ہے۔ بڑے سرمایہ کار بڑی مقدار میں گندم اسٹاک کر کے مارکیٹ میں مصنوعی قلت پیدا کر رہے ہیں، تاکہ جب طلب مزید بڑھے تو قیمتیں اور اوپر جائیں

اور وہ بھاری منافع کمائیں۔

تندور مالکان کے مسائل

آٹے کی قیمتیں آسمان پر، عوام زمین پر پس گئے

کنزیومر واچ رپورٹ

آل سندھ شیرمال تندور روٹی ایسوسی ایشن کے رکن سلمان میاں آرائیں کے مطابق فائن آٹے کے 50 کلو تھیلے کی قیمت صرف ایک ماہ میں 1900 روپے بڑھ گئی ہے اور اب یہ 5700 روپے میں مل رہا ہے، جو پہلے 3800 روپے تھا۔ اسی وجہ سے نان کی قیمت 25 روپے کرنی پڑی ہے، جبکہ چپاتی 14 سے 15 روپے میں مل رہی ہے جو پہلے 11 سے 12 روپے میں دستیاب تھی۔ کچھ تندور مالکان نے آٹے کی بڑھتی قیمتوں کا مکمل بوجھ صارفین پر ڈالنے کے بجائے جزوی اضافہ کیا ہے اور مزید مہنگائی کے خدشے کے پیشِ نظر انتظار کر رہے ہیں۔ تاہم ایسے بھی تندور مالکان ہیں جو 20 روپے والا نان بند کرنے پر غور کر رہے ہیں کیونکہ یہ قیمت ان کے اخراجات پورے نہیں کرتی۔

دیگر اشیائے خورونوش پر اثرات

آٹے اور روٹی کی بڑھتی قیمتوں کے ساتھ ساتھ دیگر اشیا جیسے چینی اور گھی کی قیمتیں بھی تیزی سے اوپر جا رہی ہیں۔ چینی کی قیمت 180 روپے فی کلو سے بڑھ کر 200 روپے ہو چکی ہے، جبکہ 16 کلو گھی کا کارٹن 6500 روپے سے بڑھ کر 7900 روپے ہوگیا ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ آٹے کی قیمتوں میں اضافے کے باوجود فی الحال شیرمال اور تافتان کی قیمتیں برقرار ہیں، جو 70 سے 90 روپے فی پیس میں فروخت ہو رہے ہیں۔ تاہم ماہرین کا کہنا ہے کہ اگر آٹے کی قیمتوں میں مزید اضافہ ہوا تو ان کی قیمت میں بھی کم از کم 10 روپے کا اضافہ متوقع ہے۔

عام آدمی پر بوجھ

اس مہنگائی نے سب سے زیادہ اثر دیہاڑی دار طبقے پر ڈالا ہے، جو روزانہ کی بنیاد پر محنت مزدوری کر کے اپنا اور اپنے اہلِ خانہ کا پیٹ پالتے ہیں۔ ایک مزدور کی یومیہ آمدنی 1000 سے 1500 روپے ہے، جبکہ کھانے پینے کی بنیادی اشیا کی قیمتیں اس تیزی سے بڑھ رہی ہیں کہ ان کے لیے مہینے بھر کا بجٹ بنانا تقریباً ناممکن ہوگیا ہے۔

ایک مزدور سے گفتگو میں انہوں نے کہا:

"ہم روز صبح کام پر نکلتے ہیں، شام کو آکر دو نان اور سالن خریدتے ہیں۔ پہلے 50 سے 60 روپے میں پیٹ بھر جاتا تھا، اب یہی کھانا 100 روپے میں بھی مشکل سے ملتا ہے۔ بچوں کو دودھ اور روٹی دینا ہمارے لیے سب سے بڑا مسئلہ بن گیا ہے۔"

تاریخی تناظر اور حکومتی اقدامات

پاکستان میں آٹے اور گندم کی قیمت ہمیشہ سے حساس مسئلہ رہا ہے۔ گندم ایک اسٹریٹجک جنس ہے اور ملکی خوراکی سلامتی کا دارومدار اس پر ہے۔ ماضی میں جب بھی گندم یا آٹے کی قلت پیدا ہوئی، حکومت نے سبسڈی یا امپورٹ کے ذریعے قیمتوں کو قابو میں رکھنے کی کوشش کی۔ تاہم اس مرتبہ صورتحال کچھ مختلف دکھائی دیتی ہے، کیونکہ ایک طرف حکومت پر مالی دباؤ ہے اور دوسری طرف عالمی مارکیٹ میں بھی اجناس مہنگی ہو چکی ہیں۔

حکومت نے حالیہ مہینوں میں بیرونِ ملک سے گندم درآمد کرنے کا عندیہ دیا ہے تاکہ قیمتوں کو مستحکم رکھا جا سکے۔ لیکن ماہرین کا کہنا ہے کہ جب تک ذخیرہ اندوزی اور منافع خوری پر قابو نہیں پایا جاتا، تب تک یہ بحران برقرار رہے گا۔

مستقبل کے خدشات

سلمان میاں آرائیں کے مطابق 40 کلو گندم کے تھیلے کی قیمت 3943 روپے تک پہنچ چکی ہے جو گزشتہ 72 ہفتوں میں سب سے زیادہ ہے۔ اس سطح پر قیمتیں آخری بار اپریل 2024 میں دیکھی گئی تھیں۔ اگر یہ رجحان جاری رہا تو آنے والے مہینوں میں مزید مہنگائی کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، خصوصاً اس وقت جب طلب بڑھتی ہے یعنی شادیوں اور سردیوں کے موسم میں۔

پاکستان میں آٹے اور روٹی کی بڑھتی قیمتیں ایک سنگین سماجی مسئلہ بن چکی ہیں۔ اس کے اثرات صرف غریب طبقے پر ہی نہیں بلکہ متوسط طبقے پر بھی پڑ رہے ہیں۔ گندم کی وافر پیداوار کے باوجود ذخیرہ اندوزی، منافع خوری اور حکومتی عدم توجہی نے صورتحال کو بگاڑ دیا ہے۔ اگر بروقت اقدامات نہ کیے گئے تو نہ صرف مہنگائی مزید بڑھے گی بلکہ عوامی بے چینی میں بھی اضافہ ہوگا۔

Over 180K Followers on social media now shining in print too

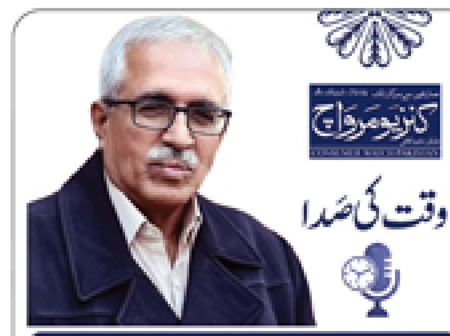

آغا خالد

کراچی پریس کلب کے سابق سیکریٹری ولی رضوی کی موت کیسے ہوئی؟

ولی رضوی کی زندگی کرب ناک اور موت بہت ہی دردناک تھی

مرحوم کراچی کے مقبول ترین صحافیوں میں شمار کئے جاتے تھے

ولی رضوی (مرحوم) کراچی کا ایک اہم صحافی، اس کی سوشل لائف بہت شاندار تھی وہ اپنے ہم پیشہ طبقہ کے علاوہ بھی مقبول عام شخصیت کے مالک تھے مگر ان کی ذاتی زندگی کرب ناک اور موت بہت ہی دردناک تھی، یہ چند برس پرانی بات ہے علی الصبح ممتاز صحافی رہنما کی کال مسلسل آرہی تھی یہ وقت گہری نیند کا ہوتا ہے اس لیے پہلے تو نظر انداز کیا اور کروٹ بدل کر سونے کی کوشش کی مگر گھنٹی لگاتار بجنے پر نہ چاہتے ہوئے بھی فون اٹھالیا لائین کے دوسری طرف خورشید عباسی تھے ان کی آواز سے خلاف توقع تشویش عیاں تھی، مجھ سے مخاطب ہوتے ہی بولے یار ایک جاننے والے کا فون آیا ہے کہہ رہا ہے ہماری بلڈنگ میں ایک فوتگی ہوئی ہے اس کی جیب سے پریس کلب کا کارڈ نکلا ہے اور اس پر نام ولی رضوی لکھا ہے انھوں نے کہا میں نے اس لیے آپ کو اس وقت زحمت دی کہ اگر آپ انہیں جانتے ہیں تو ان کے کسی عزیز کے نمبر پر اطلاع کردیں پھر خورشید مجھ سے مخاطب ہوکر بولے، کیا آپ کے پاس کوئی رابطہ نمبر ہے ان کے کسی عزیز کا، میں نے کہا میرے پاس تو ولی رضوی کا نمبر نہیں نہ ہی میری ان سے کوئی قربت تھی بس پریس کلب میں ایک دوسرے کو دور دور سے دیکھتے رہتے تھے بہر حال اگر ایسی صورت حال ہے تو ہم کیوں نہ چل کر انہیں سنبھالیں باقی رابطے تو دن میں دیکھ لیں گے اس طرح میں جو ہر موڑ سے متصل امام بارگاہ والی گلی میں پہنچا تو خورشید پہلے سے منتظر تھے ہم جوں ہی بلڈنگ کی پہلی یا غالبا دوسری منزل پر پہنچے تو بہت ہی دردناک منظر دیکھا ولی رضوی فلیٹ کے مرکزی دروازے کے بیچ ایسے اوندھے پڑے تھے کہ ان کا آدھا دھڑ دروازے سے باہر تھا شاید انہیں دل کا دورہ پڑا تو مدد کے لیے انہوں نے باہر نکلنے کی کوشش کی مگر اجل نے انہیں مہلت نہ دی اہل محلہ کی مدد سے ہم نے ان کی میت کو سیدھا کیا اور پھر اٹھا کر بستر پر لٹانا چاہتے تھے کہ ایمبولینس آگئی شاید محلے والوں نے پہلے ہی انہیں فون کردیا ہوگا رضا کاروں نے میت کو اسٹریچر پر ڈالا اور پوچھنے لگے کہاں پہنچانا ہے جس پر میں نے اہل محلہ سے کہا کہ ہم میت کو ایدھی ہوم لے جاتے ہیں آپ لوگ گھر پر تالا ڈال دیں اور مرحوم کے فون پر کوئی بھی کال آئے تو اس کے ذریعے ولی بھائی کے لواحقین تک پہنچنے کی کوشش کریں ہم بھی صبح ہوتے ہی رابطے کریں گے تو ان کے اہل محلہ نے جو تین یا چار افراد پر مشتمل تھے فون اور بٹوا کی ذمہ داری لینے سے انکار کردیا اور مرحوم کے فلیٹ پر تالا ڈال کر چابی بھی خورشید عباسی کے حوالے کردی جس پر خورشید نے بٹوا کھول کر سب کے سامنے تلاشی لی تو اس میں سے 1000 یا پندرہ سو ہی برآمد ہوئے اس کے علاوہ شناختی کارڈ اور کچھ پریس کارڈ دو تین دھوبی کی پرچیاں نکلیں یوں ہم نے میت ایدھی ہوم میں جمع کرواکر پرچی بنوائی اور اپنے گھروں کو روانہ ہوگئے انہی دنوں میری بیٹی اسپتال میں داخل تھی اس لیے جنازے میں شرکت نہ کرسکا تاہم دو تین روز بعد خورشید سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے بتایا کہ اگلی صبح ایک خاتون کا فون آیا تو میں نے انہیں بتایا پہلے تو انہیں یقین نہیں آرہا تھا وہ رونے اور چیخنے لگیں مگر میرے دلاسہ دینے پر وہ کچھ سنبھلی اور بولی میں ان کی فیملی فرینڈ ہوں ان کے بیٹے یا داماد کو اطلاع کرتی ہوں اسی خاتون نے خورشید عباسی کو بتایا کہ مرحوم کی کافی عرصہ قبل اہلیہ سے علیحدگی ہوگئی تھی ان کے 2 بچے ہیں بیٹا اور بیٹی اور دونوں کی شادیاں ہوچکی ہیں اور دونوں خوش وخرم زندگی گزار رہے ہیں مرحوم کا یہ چھوٹا سا فلیٹ ان کی ذاتی ملکیت تھا یہ بھی حیرت کی بات تھی کہ امام بارگاہ کی وجہ سے اس گلی میں کسی غیر شیعہ کو جائداد خریدنے یا رہنے کی اجازت نہیں تھی مگر مرحوم

سنی العقیدہ ہونے کے باوجود شاید رضوی کا دم چھلہ لگا ہونے کی وجہ سے محفوظ علاقہ میں فلیٹ لینے میں کامیاب ہوئے بہر صورت خاتون کی مدد سے ان کے بیٹے سے رابطہ ہوا اور عباسی نے بتایا کہ بیٹے کا رویہ اور انداز اچھا نہیں لگا مگر مرحوم ساتھی کا بیٹا تھا اسے فلیٹ پر جانے کی جلدی تھی اس لیے محلے کے دو بندوں کو بلاکر چابی بٹوا اور موبائل اس کے حوالے کیا اور میت کی رسید بھی جبکہ بعد ازاں جنازہ میں شرکت کرنے والوں نے مرحوم ولی رضوی کے داماد کی بہت تعریف کی، یوں مقبول عوامی صحافی کی شاندار زندگی کے آخری دکھوں سے لبریز سالوں کی کہانی کا اختتام ہوا، اللہ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے (آمین)

مصنوعی ذہانت کا چین

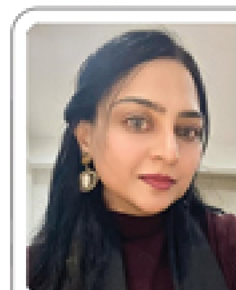

نئے جہاں کی تلاش
ارم زہرا (وینزو، چین)

کراچی کے ساحل پر بیٹھ کر جب میں سمندر کی بے قرار لہروں کو ریت سے ٹکراتے دیکھتی تھی، تو زندگی ایک سادہ مگر محدود دائرے میں گھومتی محسوس ہوتی تھی۔ مگر قسمت نے مجھے بیجنگ کی پُر ہجوم سڑکوں اور شنگھائی کی روشنیوں تک لا بٹھایا۔ یہاں آکر اندازہ ہوا کہ دنیا محض فاصلے ناپنے یا شہروں کی وسعت دیکھنے کا نام نہیں، بلکہ یہ اس بات پر بھی منحصر ہے کہ انسان اپنی عقل اور محنت سے کیسے آنے والے وقت کو تراشتا ہے۔ چین میں تین برس گزارنے کے بعد یہ حقیقت بار بار سامنے آتی ہے کہ یہاں کی معیشت اور مصنوعی ذہانت (AI) الگ الگ نہیں، بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح جڑے ہیں جیسے روح اور جسم۔ چین کی New Generation AI Development Plan جو 2017 میں سامنے آئی، دراصل ایک اعلان تھا کہ اب مستقبل محض خواب نہیں رہے گا بلکہ ایک قومی حکمتِ عملی کی شکل میں ڈھالا جائے گا۔ اس منصوبے کے تحت چین نے یہ ہدف رکھا ہے کہ 2030 تک وہ دنیا میں اے آئی کا لیڈر بنے گا۔ اور اس سفر کی رفتار اتنی تیز ہے کہ لگتا ہے جیسے وقت بھی چین کے ساتھ دوڑنے پر مجبور ہو گیا ہو۔

چین نے 2017 کے بعد سے اے آئی کو صرف تحقیق اور تعلیمی میدان تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے اقتصادی ترقی کا محرک بنا دیا ہے۔ یونیورسٹیوں اور صنعتی زونز میں، ہر نئی ٹیکنالوجی کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ پیداوار، خدمات اور کاروبار میں نئی جان ڈال دی جائے۔ مثال کے طور پر شنگھائی کی ایک فیکٹری میں دیکھا کہ روبوٹ اور انسان ایک ساتھ کام کر رہے ہیں۔ روبوٹ بھاری مشینری اٹھا رہا تھا، اور انسان صرف ان کاموں کی نگرانی کر رہا تھا جو تخلیقی سوچ کی ضرورت رکھتے تھے۔

چین میں E-commerce اور فنانس سیکٹر بھی اے آئی کی چھاؤں میں ترقی کر رہے ہیں۔ Alibaba اور JD.com جیسے پلیٹ فارمز نے مشین لرننگ کا استعمال کرتے ہوئے صارف کی ترجیحات کو پیش گوئی کرنے کا نظام بنایا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ صارف کو ہر شے وقت سے پہلے دستیاب ہو جاتی ہے، اور کاروبار کی کارکردگی بڑھ جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بینکوں اور فنانشل اداروں میں بھی اے آئی کے الگورتھمز صارف کی کریڈٹ سکور، قرض کی درخواست اور دھوکہ دہی کی نگرانی میں مددگار ثابت ہو رہے ہیں۔

میری ایک چینی دوست نے بتایا، ”ہماری معیشت میں اب ہر فیصلہ ڈیٹا اور اے آئی پر مبنی ہے۔ یہ ہمیں تیز، مستحکم اور عالمی مقابلے کے لیے تیار کرتا ہے۔“ میں نے اس بیان پر تحقیق کی، تو معلوم ہوا کہ چین میں حکومت نے AI Industry Development Zones قائم کیے ہیں جہاں ہر چھوٹے یا بڑے کاروبار کو ٹیکنالوجی میں اپ گریڈ کرنے کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔

میری روزمرہ زندگی میں بھی اس تبدیلی کے اثرات واضح ہیں۔ یونیورسٹی کے کیمپس میں طلبہ کے لئے AI driven learningapps دستیاب ہیں جو ہر طالب علم کی کمزوریوں اور طاقتوں کے مطابق تعلیم کا مواد فراہم کرتے ہیں۔ بازاروں میں سمارٹ کیشیئرز اور خودکار اسٹاک مینجمنٹ سسٹمز کاروبار کو تیز اور مؤثر بناتے ہیں۔

چین کی اے آئی پالیسی اور معیشت کے سنگم نے نہ صرف کاروبار کی صورت بدل دی ہے بلکہ ہر فرد کی روزمرہ زندگی میں بھی اس کے اثرات چھا گئے ہیں۔

بیجنگ کی صبح کا اپنا ایک رنگ ہے۔ آسمان پر ہلکی سی دھند، سڑکوں پر گاڑیوں کا بے پناہ رش، اور ہر طرف ایک منظم شور۔ میں جب پہلی بار ان راستوں پر نکلی تو مجھے لگا کہ اتنی بھیڑ میں ٹریفک کا قابو پانا شاید ناممکن ہوگا۔ لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ سب کچھ ایک ترتیب میں چل رہا تھا۔ بسیں وقت پر آ رہی تھیں، سگنلز خودکار انداز میں بدل رہے تھے، اور ایک اسکرین پر اگلی گاڑی کے آنے کا وقت لمحہ بہ لمحہ دکھایا جا رہا تھا۔ یہ سب دیکھ کر میں نے سوچا۔ یہ شہر صرف اینٹوں اور سڑکوں کا مجموعہ نہیں، یہ ایک زندہ وجود ہے جو مصنوعی ذہانت کے دم سے سانس لے رہا ہے۔

چین نے ٹرانسپورٹ اور شہری زندگی کو نئی شکل دی ہے۔ سڑکوں پر خودکار گاڑیاں آزمائش کے مرحلے سے گزر رہی ہیں۔ شنگھائی میں میں نے خود دیکھا کہ ایک خودکار ٹیکسی بغیر ڈرائیور کے ایک جگہ سے دوسری جگہ مسافروں کو لے جا رہی تھی۔ لوگ حیرت سے زیادہ اعتماد کے ساتھ اس میں بیٹھ رہے تھے، جیسے یہ کوئی غیر معمولی شے نہیں بلکہ روزمرہ زندگی کا حصہ ہے۔

بس اسٹاپ پر کھڑے ہو کر میں نے اکثر اسکرین پر آنے والی بس کا وقت دیکھا۔ اور عجب یہ کہ وہ وقت بالکل درست ثابت ہوتا۔ سگنل پر کھڑے کیمروں کے ذریعے سڑک کی بھیڑ کا اندازہ لگایا جاتا اور اسی حساب سے سگنلز کا دورانیہ بڑھایا یا گھٹایا جاتا۔ مجھے لگا جیسے شہر کی شریانوں میں کوئی ذہین دماغ بہہ رہا ہو۔

سمارٹ سٹی کا یہ تصور صرف ٹرانسپورٹ تک محدود نہیں۔ بیجنگ اور شینزن کی گلیوں میں ہر چراغ، ہر کیمرہ اور ہر سڑک ایک ہی نیٹ ورک سے جڑا ہوا ہے۔ شہر کے کسی حصے میں حادثہ ہو یا رش بڑھ جائے، فوراً پورے نظام میں تبدیلی آتی ہے اور راستوں کو نیا رخ دے دیا جاتا ہے۔

شہری سہولتیں بھی اسی ذہانت کے سہارے ہیں۔ کوڑا اٹھانے سے لے کر بجلی کی تقسیم تک، ہر شے میں ایک ترتیب اور رفتار ہے۔ جیسے شہر ایک خودکار کتاب ہو جس کے اوراق مشینیں پلٹ رہی ہوں اور

Over 180K Followers on social media now shining in print too

انسان اس کے متن کو جی رہے ہوں۔

شنگھائی کی ایک شام مجھے ہمیشہ یاد رہے گی۔ میں ایک بڑے شاپنگ مال کے سامنے کھڑی تھی، جہاں ایک بڑی اسکرین پر رنگ برنگی تصاویر حرکت کر رہی تھیں۔ یہ محض اشتہار نہیں تھا، بلکہ ایک مکمل اینیمیشن تھی، اور سب سے حیرت انگیز بات یہ کہ یہ تخلیق انسانوں نے نہیں بلکہ مصنوعی ذہانت نے کی تھی۔ لمحہ بھر کے لئے میں سوچ میں پڑ گئی کہ کیا واقعی وہ وقت آ چکا ہے جب کہانی سنانے اور کردار تراشنے کا کام بھی مشینیں کرنے لگی ہیں؟

چین میں اینیمیشن اور فلم انڈسٹری نے پچھلے کچھ برسوں میں جو تیزی پکڑی ہے، اس کی جڑیں اے آئی کی ترقی سے جڑی ہوئی ہیں۔ بڑے اسٹوڈیوز اب روایتی طریقوں سے ہٹ کر الگورتھمز کا سہارا لیتے ہیں۔ ایک منظر کو بنانے کے لئے جو کام پہلے مہینوں میں مکمل ہوتا تھا، اب دنوں یا گھنٹوں میں ہو جاتا ہے۔ حرکت کرتے ہوئے کردار، ان کے تاثرات، اور پس منظر کی دنیا، سب کچھ اے آئی خودکار طریقے سے ترتیب دیتی ہے۔

میں نے بیجنگ کی ایک ورکشاپ میں شرکت کی جہاں نوجوان تخلیق کاروں کو بتایا جا رہا تھا کہ کس طرح AI Animation Tools جیسے DeepMotion یا AI Lab Tencent کے پلیٹ فارمز کرداروں کو زندہ کرتے ہیں۔ ایک نوجوان نے محض اپنے ہاتھوں کی حرکت کی ویڈیو ریکارڈ کی اور اے آئی نے اسی لمحے ایک کارٹون کردار کو ویسی ہی حرکت دیتے ہوئے اسکرین پر پیش کر دیا۔ یہ منظر ایسا لگا جیسے حقیقت اور تخیل کے درمیان دیوار گر گئی ہو۔

چین کی اینیمیشن انڈسٹری اب صرف بچوں کی تفریح تک محدود نہیں رہی۔ فلمیں، ویڈیو گیمز اور آن لائن سیریز سب میں اے آئی کا استعمال بڑھ چکا ہے۔ مشین لرننگ ماڈلز کہانی کے اسکرپٹ تجویز کرتے ہیں، کرداروں کے ڈائیلاگ تیار کرتے ہیں اور ناظرین کی پسند کے مطابق کہانی کا زاویہ بدلنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ چینی پلیٹ فارمز جیسے Bilibili اور iQiyi پر لاکھوں اینیمیشن سیریز تیزی سے مقبول ہو رہی ہیں۔

لیکن ہر ترقی کے ساتھ سوال بھی پیدا ہوتا ہے۔ جب کہانی سنانے کا اختیار مشینوں کو دیا جائے تو کیا انسانی تخیل پیچھے نہیں رہ جائے گا؟ جب کرداروں کے چہرے اور آوازیں اے آئی بنا رہی ہوں تو اصل فنکار کی پہچان کہاں جائے گی؟

اس شام شنگھائی کی سڑک پر چلتے ہوئے مجھے یوں لگا جیسے روشنیوں کے اس سمندر میں ہر بلب ایک نئی کہانی سنا رہا ہو۔ کہانیاں جو مشینیں لکھ رہی ہیں مگر پھر بھی انسانوں کے دلوں کو چھو رہی ہیں۔

یہ تجربہ عجیب سا تھا۔ ایک طرف حیرت اور خوشی، دوسری طرف ایک انجانی بے چینی۔ یہاں کی گلیوں میں چلتے ہوئے اکثر یہ احساس ہوتا ہے کہ یہاں کی روزمرہ زندگی کسی خاموش مگر ذہین نظام کے تحت چل رہی ہے۔ کبھی مارکیٹ میں داخل ہوں تو ادائیگی کے لئے بٹوہ نکالنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ایک کیمرہ آپ کے چہرے کو پہچان لیتا ہے اور خریداری کی رقم خود بخود آپ کے اکاونٹ سے کٹ جاتی ہے۔ پہلی بار جب یہ تجربہ کیا تو دل کو عجیب سا جھٹکا لگا۔ جیسے میں کسی سائنسی فلم میں قدم رکھ چکی ہوں۔

چین میں مصنوعی ذہانت اب صرف اداروں اور بڑی صنعتوں تک محدود نہیں رہی بلکہ عام آدمی کی زندگی کا حصہ بن چکی ہے۔ موبائل ایپس میں مترجم سہولت نے زبان کی رکاوٹ کو مٹا دیا ہے۔ میں جب کسی دکاندار سے چینی زبان میں بات نہ کر پاتی تو صرف ایک ایپ کھولتی اور فوراً میری اردو یا انگریزی کو روان چینی میں بدل دیا جاتا۔ دکاندار مسکرا کر جواب دیتا اور یوں لگتا کہ زبانوں کے بیچ کی دیوار ٹوٹ گئی ہے۔

ثقافتی تقریبات میں بھی اے آئی کی جھلک نمایاں ہے۔ ایک بار میں نے شنگھائی میں ایک موسیقی کے پروگرام میں شرکت کی۔ اسٹیج پر نہ صرف انسان گاتے تھے بلکہ ایک ورچوئل گلوکارہ بھی تھی جسے مکمل طور پر اے آئی نے تخلیق کیا تھا۔ اس کی آواز اور تاثرات اتنے قدرتی لگ رہے تھے کہ لمحہ بھر کو یہ احساس ہی نہ ہوا کہ وہ حقیقت میں موجود نہیں۔ حاضرین نے اسے ویسے ہی داد دی جیسے کسی اصل فنکار کو دی جاتی ہے۔

چینی سنیما اور ڈرامہ انڈسٹری میں بھی اے آئی کی موجودگی واضح ہے۔ سکرپٹ لکھنے میں مدد، اداکاروں کی شکل کو ڈیجیٹل طریقے سے سنوارنا، اور پرانے مناظر کو دوبارہ زندہ کرنا۔ یہ سب اب عام ہو چکا ہے۔ میں نے ایک فلم میں ایک ایسے اداکار کو دیکھا جو برسوں پہلے وفات پا چکا تھا، مگر اے آئی نے اسے دوبارہ پردہ سکرین پر زندہ کر دیا۔ لمحے بھر کے لئے دل دہل گیا۔

روزمرہ سہولتوں میں بھی یہی حال ہے۔ فلیٹ کے داخلی دروازے پر پاس ورڈ یا چابی کی ضرورت نہیں۔ ایک کیمرہ آپ کے چہرے کو پہچانتا ہے اور دروازہ کھل جاتا ہے۔ بسوں اور ٹرینوں میں ٹکٹ کے بجائے ایک موبائل ایپ آپ کی شناخت کر لیتی ہے۔ حتیٰ کہ ریسٹورنٹس میں روبوٹس کھانے کی پلیٹیں میز پر رکھ جاتے ہیں۔ یہ سب دیکھتے ہوئے دل سوچتا ہے کہ مستقبل اب خواب نہیں رہا، حقیقت کی صورت ہمارے سامنے ہے۔ چین نے اپنی ثقافت اور روزمرہ زندگی میں ٹیکنالوجی کو اس طرح سمو دیا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کا عکس بن گئے ہیں۔

چین میں مصنوعی ذہانت محض ایک ایجاد نہیں بلکہ ایک طرزِ زندگی ہے۔ گلیوں سے گھروں تک، تفریح سے کاروبار تک، اور زبان سے موسیقی تک ہر جگہ مشینیں انسانوں کے ساتھ شریکِ سفر ہیں۔ کبھی سہولت کا روپ دھارے، کبھی حیرت کا، اور کبھی ایک ان دیکھے سوال کی صورت کہ کیا ہم مشینوں کے سہارے زیادہ آزاد ہو گئے ہیں یا مزید قید میں آ گئے ہیں؟

چین نے اپنی دفاعی حکمتِ عملی میں اے آئی کو مرکزی حیثیت دے دی ہے۔ تحقیقی رپورٹس کے مطابق حکومت نے 2017 کے بعد ایسے منصوبے شروع کیے جو ''Intelligentized Warfare'' کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ جنگ محض فوجیوں اور ہتھیاروں کی نہیں رہی، بلکہ اب الگورتھمز اور خودکار نظام بھی اس کا حصہ ہیں۔

پچھلے دنوں میں نے ایک نمائش میں شرکت کی تھی جہاں چینی ڈرونز پیش کیے گئے۔ یہ ڈرونز صرف فضائی نگرانی نہیں کرتے بلکہ دشمن کے ٹھکانے کو خودکار انداز میں پہچاننے اور حملہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ان کا کنٹرول انسان کے ہاتھ میں رہتا ہے، مگر فیصلہ سازی کا بڑا حصہ مشینوں پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

سائبر سیکیورٹی بھی اسی زنجیر کی ایک کڑی ہے۔ چین کے بڑے شہر اب ایسے سسٹمز سے لیس ہیں جو لمحوں میں لاکھوں ڈیٹا پوائنٹس کا تجزیہ کر کے سائبر حملوں کو روک سکتے ہیں۔ میں نے ایک کانفرنس میں سنا کہ یہاں کی یونیورسٹیاں الگورتھمز کو اس حد تک ترقی دے رہی ہیں کہ وہ دشمن کے ڈیجیٹل حملے کو شروع ہونے سے پہلے ہی پہچان سکیں۔

لیکن ایک سوال میرے دل میں مسلسل گونجتا رہا۔ اگر مشین فیصلہ کرے گی کہ کب حملہ کرنا ہے، تو انسانی سوچ اور رحم کہاں باقی رہے گا؟ کیا جنگ مزید بے رحم ہو جائے گی؟ کیا مشین کے فیصلے کو انسان بدل سکے گا؟ یہ وہ سوالات ہیں جو چین کی ترقی کے ساتھ ساتھ عالمی سطح پر بھی اٹھائے جا رہے ہیں۔

مصنوعی ذہانت نے چین کی دفاعی طاقت کو بے حد بڑھا دیا ہے، مگر اس کے ساتھ یہ خوف بھی بڑھا ہے کہ اگر یہ طاقت قابو سے باہر ہو گئی تو انجام کیا ہوگا۔ چین کے لئے اے آئی محض ترقی یا سہولت نہیں، بلکہ ایک ڈھال اور ایک تلوار بھی ہے۔ ایک ایسا ہتھیار جو امن کو قائم بھی رکھ سکتا ہے اور خطرات کو بڑھا بھی سکتا ہے۔

چین میں مصنوعی ذہانت اور صحت عامہ کا رشتہ حیران کن حد تک مضبوط ہے۔ خاص طور پر 2017 کے بعد جب حکومت نے اپنی New Development Plan Generation AI میں میڈیکل ریسرچ کو اہم ستون قرار دیا۔ آج چین کے اسپتالوں اور تحقیقی اداروں میں ایسے الگورتھمز استعمال ہو رہے ہیں جو ایکس رے، ایم آر آئی اور سی ٹی اسکین کی تصاویر کو انسان سے کہیں زیادہ تیز اور درست انداز میں پڑھ لیتے ہیں۔ ایک ڈاکٹر نے مجھے بتایا کہ کینسر کے بعض کیسز کی تشخیص میں اے آئی کی درستگی 90 فیصد سے بھی اوپر جا چکی ہے۔

کووڈ-19 کی وبا کے دنوں میں اس ٹیکنالوجی کی اصل طاقت سامنے آئی۔ میں نے سنا ہے کہ بیجنگ اور شینزن میں روبوٹس مریضوں کو دوا پہنچاتے تھے، یا اے آئی پر مبنی ایپس لوگوں کے بخار اور علامات کا لمحہ بہ لمحہ ریکارڈ رکھ رہی تھیں۔ بڑے ڈیٹا بیسز نے وائرس کے پھیلاؤ کا اندازہ لگانے اور قرنطینہ کے فیصلے کرنے میں حکومت کو وہ مدد فراہم کی جو کسی انسان کے لیے ممکن نہ تھی۔

دیہی علاقوں میں جہاں ڈاکٹرز کم ہیں، وہاں موبائل ایپس اور اے آئی کلینکس نے لوگوں کے لیے علاج آسان بنا دیا ہے۔ ایک چھوٹے سے کمرے میں کمپیوٹر اور کیمرہ نصب ہے، مریض آتا ہے، اپنی علامات بتاتا ہے، اور مشین فوری طور پر علاج تجویز کر دیتی ہے یا آن لائن ڈاکٹر سے جوڑ دیتی ہے۔ مجھے لگا جیسے ٹیکنالوجی نے فاصلے اور محرومی کے دکھ کو کم کر دیا ہے۔

مگر ایک سوال یہاں بھی جنم لیتا ہے۔ جب علاج کے فیصلے مشین پر چھوڑ دیے جائیں تو کیا انسان کی ہمدردی اور تجربہ کہیں پیچھے نہیں رہ جائے گا؟ کیا مریض صرف ایک ڈیٹا پوائنٹ بن کر رہ جائے گا؟

اس شام جب اسپتال سے نکل کر باہر آئی تو ٹھنڈی ہوا کے جھونکے نے سوچ کی یہ گرہیں مزید کھول دیں۔ یوں محسوس ہوا جیسے دنیا ایک ایسے دور میں داخل ہو رہی ہے جہاں زندگی اور صحت کی حفاظت کے لیے انسان اور مشین ایک ساتھ کھڑے ہیں۔ اور شاید یہی وہ نکتہ ہے جہاں ٹیکنالوجی کی سب سے بڑی کامیابی چھپی ہے۔ انسان کو مزید زندہ رکھنے، اور زندگی کو مزید بہتر بنانے کا خواب۔

چین میں ہر شعبے میں اے آئی کا استعمال انسان کی صلاحیت بڑھانے، فیصلے تیز کرنے اور کام آسان بنانے کے لیے ہو رہا ہے۔ معیشت، تعلیم، صحت، دفاع، اینیمیشن اور روزمرہ زندگی میں یہ ٹیکنالوجی نمایاں کردار ادا کر رہی ہے۔ ساتھ ہی یہ ترقی انسانی پرائیویسی اور اخلاقی اقدار کے اہم سوالات بھی اٹھاتی ہے۔ مستقبل اسی توازن پر منحصر ہوگا کہ ٹیکنالوجی انسان کی زندگی آسان بنائے، اور انسانی رویے اور اصول بھی برقرار رہیں۔

سمندر کے بیچ سجی بزمِ سخن

ترقیٔ شعرا ویلفیئر آرگنائزیشن کا یادگار کروز مشاعرہ و محفلِ غزل

عبدالحکیم ناصف کی صدارت، شگفتہ یاسمین کی دلنشیں نظامت۔ نامور شعرا کے کلام نے موجوں کو بھی محوِ سماعت کر دیا

محفلِ غزل میں سریلی آوازوں کا جادو اور نغمگی کی بہار، عبدالحکیم ناصف کی نغمہ سرائی نے محفل کو عروج بخشا

صدر آفتاب عالم قریشی اور ان کے ساتھیوں کی خدمات پر بھرپور خراجِ تحسین، کروز پر سجا یہ جشنِ سخن ہمیشہ یاد رکھا جائے گا

رپورٹ: نشید آفاقی

فوٹوگرافی: حسنین احمد

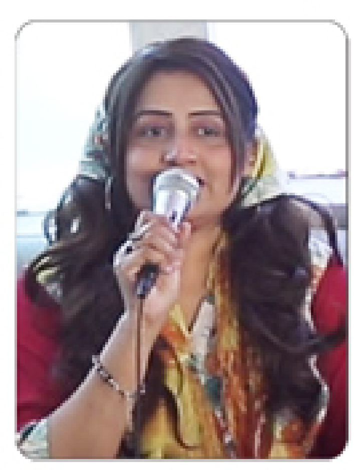

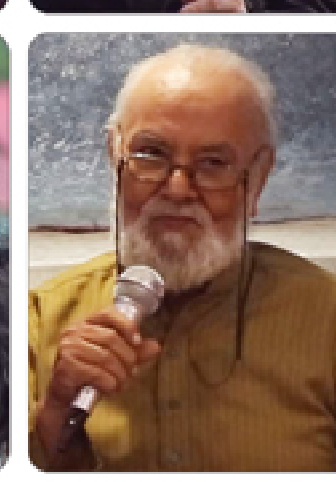

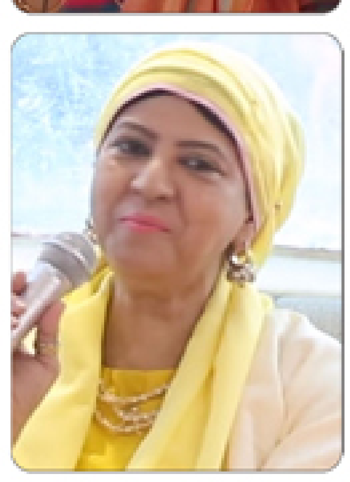

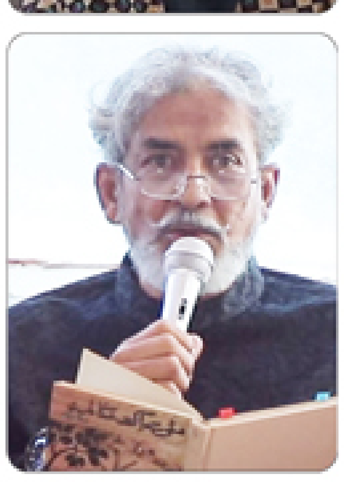

ترقی شعرا ویلفیئر آرگنائزیشن کے زیرِ اہتمام سمندر کی موجوں پر ایک ایسی محفل سجی جو مدتوں یاد رکھی جائے گی یہ کروز مشاعرہ اور محفلِ غزل ادب، فن اور محبتِ سخن کی حسین آمیزش ثابت ہوا۔ محفل کی صدارت اقلیمِ سخن کے شہزادے عبدالحکیم ناصف نے کی جبکہ نظامت کے فرائض تنظیم کی جنرل سیکریٹری شگفتہ یاسمین نے نہایت دلنشیں اور پرکشش انداز میں انجام دیے۔ ان کے لب و لہجے کی روانی نے بزم میں ایک خاص جاذبیت پیدا کی۔ نامور شعرا کرام نے اپنی تخلیقات سے محفل کو مہکا دیا۔ کروز داد و تحسین کی گونج سے لبریز رہا اور سامعین دیر تک اشعار کے سحر میں مبتلا رہے۔ اس بزم میں شریک شعرا میں عبدالحکیم ناصف، نظر فاطمی، عظیم حیدر رسید، شکیل جعفری، آئرین فرحت، حمیرا گل تشنہ، گل افشاں، شاہدہ عروج خان، منصور ساحر، سلمیٰ رضا سلمیٰ، صدف بنتِ اظہار، فرحانہ اشرف فرحانہ، آفتاب عالم قریشی اور شگفتہ یاسمین شامل تھے۔ محفلِ غزل میں سارہ حسن اور مظہر اقبال نے اپنی سریلی آوازوں سے سماں باندھ دیا۔ حاضرین کے لیے یہ لمحہ نہایت خوشگوار تھا جب یہ حقیقت سامنے آئی کہ عبدالحکیم ناصف نہ صرف کہنہ مشق شاعر بلکہ دلکش گلوکار بھی ہیں۔ ان کی نغمہ سرائی نے محفل کو اوجِ کمال پر پہنچا دیا، سامعین جھوم اُٹھے اور بار بار داد دینے پر مجبور ہوگئے۔ آخر میں تمام شعرا اور حاضرین نے تنظیم کے صدر آفتاب عالم قریشی، نائب صدر سارہ حسن، جنرل سیکریٹری شگفتہ یاسمین اور انفارمیشن سیکریٹری ڈاکٹر شاہد کی ادبی خدمات کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا۔ ان کی انتھک محنت اور عمدہ انتظامات کی بدولت یہ محفل کامیابی کی مثال بن گئی۔ مجموعی طور پر یہ کروز مشاعرہ اور محفلِ غزل ایک شاندار اور کامیاب تقریب ثابت ہوئی۔ حاضرین نے کہا کہ یہ بزمِ سخن اپنی دلکشی، نغمگی اور یادگار انتظامات کے باعث مدتوں یاد رکھی جائے گی۔ اس موقع پر ترقیٔ شعرا ویلفیئر آرگنائزیشن کی جنرل سیکریٹری شگفتہ یاسمین کی سالگرہ بھی منائی گئی۔

Over 180K Followers on social media now shining in print too

جی ڈی پی گروتھ کی پیش گوئی، ٹیکسٹائل شعبے کے مطالبات بڑھ گئے

کنزیومر واچ رپورٹ

اسٹیٹ بینک کی پیش گوئی

اسٹیٹ بینک آف پاکستان (ایس بی پی) نے مالی سال 26-2025 کے لیے مجموعی قومی پیداوار (جی ڈی پی) کی شرح نمو 3.25 سے 4.25 فیصد کے درمیان رہنے کی پیش گوئی کی ہے۔ یہ تخمینہ ایسے وقت میں سامنے آیا ہے جب کئی معاشی اشاریے بہتر سمت میں حرکت کر رہے ہیں۔

معاشی استحکام کے اہم عوامل

گورنر اسٹیٹ بینک جمیل احمد نے پاکستان ٹیکسٹائل کونسل کے سالانہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ان اشاریوں کی تفصیل بیان کی جو اس پیش گوئی کی بنیاد بنے۔ ان میں سب سے اہم یہ عوامل تھے:

کرنٹ اکاؤنٹ سرپلس، جو معاشی توازن کی ایک بڑی کامیابی ہے۔

38 ارب ڈالر کی ریکارڈ ترسیلات زر، جو نہ صرف زرمبادلہ کی دستیابی بڑھاتی ہیں بلکہ ملکی معیشت کو بیرونی دباؤ سے محفوظ رکھتی ہیں۔

اسٹیٹ بینک کے ذخائر میں اضافہ، جو بینک کی 7 ارب 80 کروڑ ڈالر کی خریداری کے بعد بڑھ کر 14 ارب 50 کروڑ ڈالر تک جا پہنچے۔

یہ اشاریے اس بات کا اشارہ دیتے ہیں کہ معیشت بتدریج استحکام کی جانب بڑھ رہی ہے۔

مہنگائی اور پالیسی ریٹ میں کمی

جون 2025 تک پاکستان میں مہنگائی کی شرح کم ہو کر 3.2 فیصد پر آ گئی، جو گزشتہ کئی برسوں کی کم ترین سطح ہے۔ اس کمی نے اسٹیٹ بینک کو موقع دیا کہ وہ اپنی سخت مالیاتی پالیسی کو نرم کرتے ہوئے پالیسی ریٹ 22 فیصد سے کم کر کے 11 فیصد تک لے آئے۔

یہ فیصلہ کاروباری ماحول کو سہارا دینے اور سرمایہ کاری کو متحرک کرنے کے لیے نہایت اہم سمجھا جا رہا ہے۔

پالیسی اصلاحات اور اعتماد میں اضافہ

مالیاتی نظم و ضبط، ایکسچینج کمپنیوں میں اصلاحات، اور بیرونی قرضوں کے حوالے سے نسبتاً مستحکم صورتحال نے مارکیٹ کے اعتماد کو بڑھایا ہے۔ مجموعی طور پر یہ اقدامات سرمایہ کاروں اور کاروباری طبقے کے لیے مثبت پیغام ہیں۔

ٹیکسٹائل سیکٹر کے خدشات

عالمی مسابقت کا چیلنج

اگرچہ معاشی منظرنامہ بظاہر پرامید ہے، لیکن ٹیکسٹائل شعبہ اب بھی اپنی عالمی مسابقت کھونے کے خدشات ظاہر کر رہا ہے۔

صنعت کے رہنماؤں کے مطابق پیداواری لاگت میں اضافہ، پالیسی رکاوٹیں اور خام مال تک محدود رسائی ایسی رکاوٹیں ہیں جو پاکستان کو عالمی منڈی میں پیچھے دھکیل سکتی ہیں۔

کپاس کی پیداوار میں کمی

2022 اور 2023 کے بعد ایک بار پھر بڑے پیمانے پر سیلاب نے کپاس کی فصل کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ کپاس ٹیکسٹائل سیکٹر کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے، اور اس کی قلت براہ راست پیداواری لاگت بڑھا رہی ہے۔

سندھ کے کئی علاقے اب بھی سیلابی پانی کے زیرِ اثر ہیں، جس سے آئندہ فصل کے لیے بھی خطرات موجود ہیں۔

ایکسپورٹ فیسلیٹیشن اسکیم (EFS) کا مسئلہ

خام مال تک محدود رسائی

پاکستان ٹیکسٹائل کونسل کے چیئرمین فواد انور نے کہا کہ میکرو اکنامک اشاریے بہتر ہونے کے باوجود برآمد کنندگان کو عملی سہولت نہیں مل رہی۔

ایکسپورٹ فیسلیٹیشن اسکیم (EFS) سے کئی اہم خام مال کو نکال دیا گیا ہے، جس کی وجہ سے صنعت کو لاگت اور وقت دونوں کے چیلنجز کا سامنا ہے۔

عالمی موقع لیکن خطرہ بھی

فواد انور نے توجہ دلائی کہ اس وقت عالمی مارکیٹ پاکستان کے لیے ایک نایاب موقع فراہم کر رہی ہے۔ امریکا نے بھارتی ٹیکسٹائل برآمدات پر 50 فیصد ڈیوٹی عائد کی ہے، جو تقریباً 16 ارب ڈالر کی برآمدات کو متاثر کرے گی۔

یہ صورتحال پاکستان کے لیے بڑا موقع ہے کہ وہ عالمی خریداروں کو اپنی طرف راغب کرے، لیکن اگر فوری پالیسی اقدامات نہ کیے گئے تو یہ موقع ضائع ہو سکتا ہے۔

ٹیکسٹائل سیکٹر کے مطالبات

EFS تک رسائی کی بحالی

صنعتی رہنماؤں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ فوری طور پر ایکسپورٹ فیسلیٹیشن اسکیم کو مکمل طور پر بحال کیا جائے تاکہ برآمد کنندگان اپنی مسابقت بڑھا سکیں۔

لاگت میں کمی

کاروبار کرنے کی لاگت کو کم کرنے کے لیے بجلی، گیس، اور ٹیکس پالیسیوں میں اصلاحات ناگزیر ہیں۔ برآمدات پر زیادہ انحصار رکھنے والے شعبے تب ہی ترقی کر سکتے ہیں جب ان کی پیداواری لاگت عالمی معیار کے قریب لائی جائے۔

طویل المدتی پالیسی

صنعت نے حکومت پر زور دیا ہے کہ وہ صرف وقتی ریلیف نہ دے بلکہ ایک جامع، طویل المدتی پالیسی فریم ورک تیار کرے جس کے ذریعے ٹیکسٹائل سیکٹر عالمی مارکیٹ میں اپنا حصہ بڑھا سکے۔

پاکستان کی معیشت میں بظاہر استحکام اور ترقی کی نئی امیدیں جنم لے رہی ہیں۔ زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافہ، ترسیلات زر کی ریکارڈ سطح اور مہنگائی میں کمی جیسے عوامل حوصلہ افزا ہیں۔ لیکن دوسری طرف ٹیکسٹائل جیسے بڑے برآمدی شعبے کے خدشات کو نظرانداز کرنا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔

اگر حکومت نے بروقت اور جرات مندانہ فیصلے کیے، تو نہ صرف معاشی ترقی کا ہدف حاصل ہوگا بلکہ پاکستان عالمی ٹیکسٹائل مارکیٹ میں اپنی پوزیشن بھی بہتر بنا سکے گا۔ بصورت دیگر، یہ نایاب موقع ہاتھ سے نکلنے کا اندیشہ ہے۔

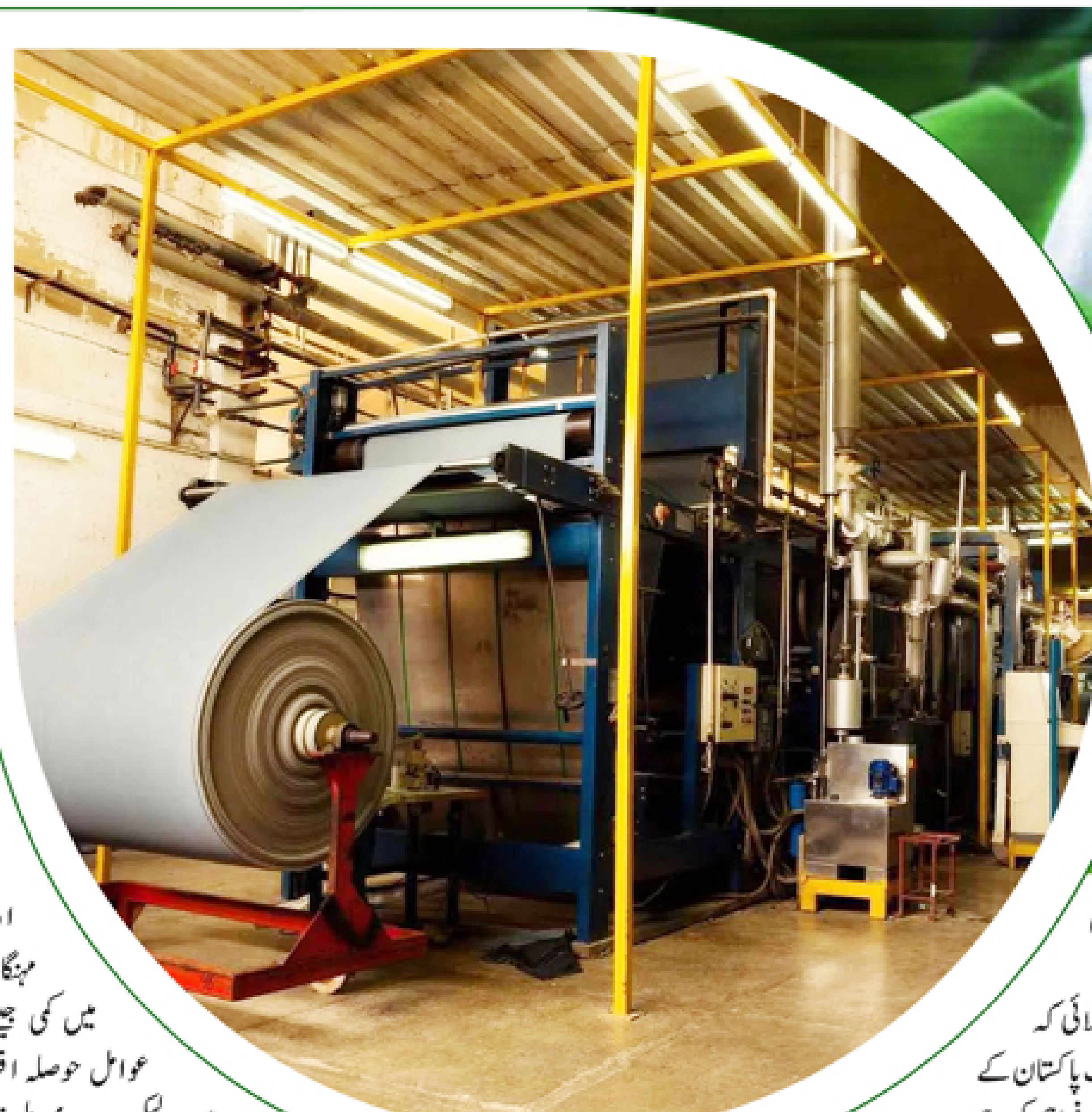

Over 180K Followers on social media now shining in print too

یو اے ای میں یادگار بین الاقوامی مشاعرہ اور خصوصی نشست

جہانِ امریکا

حمیرا گُل تشنہ

گزشتہ دنوں ترقیم یو اے ای اور شراف ایکسچینج کے باہمی اشتراک سے پاکستان سوشل سنٹر شارجہ میں ایک شاندار اور یادگار بین الاقوامی مشاعرہ منعقد ہوا، جس نے ادب وفن کی دنیا میں ایک منفرد مقام قائم کیا۔ اس محفلِ مشاعرہ میں امریکہ، کینیڈا، قطر، بھارت اور پاکستان سمیت مختلف ممالک سے تشریف لانے والے ممتاز اور کہنہ مشق شعراء نے اپنی دلکش تخلیقات اور منفرد لہجے سے حاضرین کو مسحور کر دیا۔ سامعین ہر شعر پر داد و تحسین سے محفل کو چار چاند لگا رہے تھے اور یوں یہ شام لفظوں کے جادو اور جذبوں کی سچائی سے مزین ہو کر ایک ادبی تاریخ کا حصہ بن گئی۔ بعد مشاعرہ دوسرے روز اپلاؤس ادب کے زیر اہتمام دبئی میں موجود پاکستانی ایمبیسی میں مہمان شعراء کے ساتھ ندیم بھابھہ کے اعزاز میں خصوصی نشست کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں پاکستان سے ندیم بھابھہ اور دلاور علی آزر نے شرکت کی۔ امریکا سے غضنفر ہاشمی اور حمیرا گل تشنہ خصوصی طور پر شامل ہوئے، اور کینیڈا سے عظمی محمود نے شامل ہو کر محفل کو رونق بخشی۔ پروگرام کی نظامت کے فرائض محمد موسیٰ خان نے انجام دیے اور یو اے ای کے مقامی شعراء نے اپنی شاعرانہ صلاحیتوں کے جوہر دکھائے اور مہمان شعراء سے خوب داد سمیٹی۔ اپلاؤس ادب کے سی ای او عماد الملک نے تمام شرکاء محفل کا خصوصی شکریہ ادا۔ تقریب کی اہم بات یہ رہی کہ یو اے ای کے معروف بزنس مین، کارپوریٹ لیڈرز اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی شخصیات نے بڑی تعداد میں شرکت کی اور اس ادبی اجتماع کو وقار اور اعتبار بخشا۔ تقریب کے اختتام پر مہمانوں کے اعزاز میں اپیٹائزر اور چائے کا خصوصی اہتمام کیا گیا۔ اس موقع پر دونوں ممالک کے شاعروں اور ادبی شخصیات نے ایک دوسرے سے گہرے تعلقات استوار کیے اور مستقبل میں ایسی ہی مشترکہ ثقافتی سرگرمیوں کے انعقاد پر زور دیا۔ یہ شام محض ایک ادبی تقریب نہ تھی بلکہ اردو زبان و ادب کے فروغ، ثقافتی ہم آہنگی، اور کمیونٹی یکجہتی کا ایک شاندار پیغام بھی اپنے ساتھ لے کر آئی۔ ترقیم یو اے ای، شراف ایکسچینج اور اپلاؤس ادب کی ان تمام کاوشات کو ہر سطح پر بھرپور پذیرائی ملی اور ان کو اردو ادب کی خدمت میں ایک اہم سنگِ میل قرار دینا کچھ غلط نہیں ہوگا۔

16 ہزار آبادی والا جزیرہ کروڑوں ڈالر کمانے لگا

بی بی سی رپورٹ

سنہ 1980 کی دہائی میں جب انٹرنیٹ ابھی اپنے ابتدائی مراحل میں تھا تو دنیا کے کئی ممالک کو اس نئی آن لائن دنیا کو چلانے کے لیے ان کی اپنی منفرد ویب سائٹ کے ایڈریس دیے جا رہے تھے۔ جیسے امریکہ کے لیے یو ایس ڈاٹ یا برطانیہ کے لیے یو کے ڈاٹ۔

پھر ایسا ہوا کہ تقریبا ہر ملک اور علاقے میں انگریزی یا اس کی اپنی زبان کے نام کی بنیاد پر ایک ڈومین تھا۔ اس میں چھوٹا سا کیریبین جزیرہ اینگویلا بھی شامل تھا جس کا ایڈریس 'اے آئی' تھا۔ اس وقت اینگویلا کو معلوم نہیں تھا کہ یہ مستقبل کا جیک پاٹ بن جائے گا۔

مصنوعی ذہانت (اے آئی) میں مسلسل اضافے کے ساتھ زیادہ سے زیادہ کمپنیاں اور افراد برطانوی اوورسیز علاقے اینگویلا کو اے آئی ٹیگ کے ساتھ نئی ویب سائٹس کو رجسٹر کرنے کے لیے

ہے۔ کیریبین جزیرے آرک کے شمال مشرق میں واقع اینگویلا مکمل طور پر شمالی بحر اوقیانوس کے سمندری طوفان کی پٹی میں واقع ہے۔ لہٰذا ویب سائٹ کے ایڈریس فروخت کرنے سے بڑھتی ہوئی آمدن حاصل کرنا جزیرے کی معیشت کو متنوع بنانے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے اور اسے طوفانوں سے ہونے والے مالی نقصان سے نمٹنے کے قابل بنا رہا ہے۔ یہ وہ چیز ہے جس کا ذکر بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف) نے اینگویلا کے بارے میں ایک حالیہ

ادائیگی کر رہے ہیں۔ بی بی سی سے بات کرتے ہوئے دھرمیش شاہ کا کہنا تھا کہ انھوں نے اسے اس لیے خریدا کیونکہ ان کے پاس مصنوعی ذہانت کی ایک ایسی پروڈکٹ کا آئیڈیا تھا جو لوگوں کو اپنے ڈیجیٹل ورژن بنانے کے قابل بنائے جو ان کے لیے مخصوص کام کر سکیں۔ ڈومین ناموں کی رجسٹریشن پر نظر رکھنے والی ایک ویب سائٹ کے مطابق گذشتہ پانچ سال میں ڈاٹ اے آئی ویب سائٹس کی تعداد میں 10 گنا سے زیادہ اضافہ ہوا اور صرف گزشتہ 12 ماہ میں اس میں دوگنا اضافہ ہوا۔ صرف 16 ہزار افراد کی آبادی والے اینگویلا کے لیے چیلنج یہ ہے کہ اس منافع بخش خوش قسمتی کو

رپورٹ میں کیا۔ دھرمیش شاہ نے اس سال کے اوائل میں یو ڈاٹ اے آئی (you.ai) ایڈریس پر مبینہ طور پر سات لاکھ ڈالر خرچ کیے تھے ،، دھرمیش شاہ نے اس سال کے اوائل میں یو ڈاٹ اے آئی (you.ai) ایڈریس پر مبینہ طور پر سات لاکھ ڈالر خرچ کیے تھے سنہ 2025 کے بجٹ دستاویز کے مسودے میں اینگویلا کی حکومت کا کہنا ہے کہ 2024 میں اس نے ڈومین ناموں کی فروخت سے ساڑھے 10 کروڑ مشرقی کیریبین ڈالر کمائے۔ یہ گذشتہ سال اس کی کل آمدن کا تقریبا ایک چوتھائی تھا۔ آئی ایم ایف کے مطابق یہاں کی آمدن میں سیاحت کا حصہ 37 فیصد

کے دفاع اور سلامتی پر نمایاں اثر و رسوخ ہے اور اس نے بحران کے وقت مالی مدد بھی فراہم کی۔ سنہ 2017 میں سمندری طوفان ارما کی وجہ سے اس کو شدید نقصان پہنچنے کے بعد برطانیہ نے تعمیر نو کے اخراجات پورا کرنے کے لیے پانچ سال میں اینگویلا کو چھ کروڑ پاؤنڈ دیے تھے۔ برطانیہ کے خارجہ، دولت مشترکہ اور ترقیاتی دفتر نے بی بی سی کو بتایا کہ وہ اینگویلا کی 'معاشی ترقی کے جدید طریقے تلاش کرنے' کی کوششوں کا خیر مقدم کرتا ہے کیونکہ ان سے 'اینگویلا کو مالیاتی خود کفالت میں حصہ ڈالنے' میں مدد ملتی ہے۔ اپنی بڑھتی ہوئی ڈومین نام کی آمدن کا انتظام کرنے کے لیے اکتوبر 2024 میں اینگویلا نے ایک امریکی ٹیک فرم 'آئیڈینٹی ڈیجیٹل' کے ساتھ پانچ سالہ معاہدے پر دستخط کیے جو انٹرنیٹ ڈومین نام کی رجسٹری میں مہارت رکھتا ہے۔ اس سال کے آغاز میں 'آئیڈینٹی ڈیجیٹل' نے اعلان کیا کہ اس نے اپنی خدمات کو اینگویلا میں سرورز سے لے کر اپنے

ڈاٹ کے ایڈریسز کی صحیح قیمت عوامی طور پر ظاہر نہیں کی گئی لیکن کہا جاتا ہے کہ رجسٹریشن کی قیمت 150 ڈالر سے 200 ڈالر تک ہوتی ہے۔ ہر دو سال میں تقریبا اتنی ہی رقم، تجدید فیس کے طور پر دی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ علاوہ زیادہ ڈیمانڈ والے ڈومین ناموں کی نیلامی کی جاتی ہے، جن میں سے کچھ لاکھوں امریکی ڈالر میں ملتے ہیں تاہم اس کے بعد ان کے مالکان کو دوسروں کی طرح کم تجدیدی فیس ہی ادا کرنی پڑتی ہے۔ تمام ان معاملات میں اینگویلا کی حکومت کو سیلز ریونیو ملتا ہے، جس میں آئیڈینٹی ڈیجیٹل تقریبا 10 فیصد کٹوتی کرتی ہے تاہم وہ اس موضوع کے بارے میں حساس نظر آتے ہیں کیونکہ دونوں نے اس مضمون کے لیے انٹرویو دینے سے انکار کر دیا۔ اس وقت سب سے مہنگے ڈومین نام کی خریداری مسٹر شاہ کا یو ڈاٹ اے آئی ہے۔ مصنوعی ذہانت کے شوقین اور امریکی سافٹ ویئر کمپنی (Hubspot) کے شریک بانی شاہ کے نام پر کئی دیگر ڈومین ایڈریس بھی ہیں لیکن

اور کوئی اور کاروباری شخصیت اس نام کے ساتھ کچھ کرنا چاہتی ہے تو۔' شاہ کا ماننا ہے کہ ایک اور شخص یا کمپنی جلد ہی ڈاٹ اے آئی ڈومین کی خریداری کی سب سے زیادہ قیمت کا نیا ریکارڈ قائم کرے گی۔ لیکن وہ مزید کہتے ہیں 'اس کے باوجود میں اب بھی سوچتا ہوں کہ طویل مدتی ڈاٹ کام ڈومینز اپنی قدر کو بہتر اور طویل عرصے تک برقرار رکھیں گے۔' حالیہ ہفتوں میں ڈاٹ اے آئی کی نیلامی میں بڑے پیمانے پر لاکھوں کی فروخت دیکھی گئی۔ جولائی میں 'کلاؤڈ ڈاٹ اے آئی' چھ لاکھ ڈالر میں فروخت ہوا تھا جبکہ 'لا ڈاٹ اے آئی' اس ماہ کے اوائل میں ساڑھے تین لاکھ ڈالر میں فروخت ہوا تھا۔ تاہم ایسی مثال صرف اینگویلا کی ہی نہیں۔ بحرالکاہل کے اس چھوٹے سے جزیرے کے ملک تووالو نے 1998 میں اپنے ڈاٹ ٹی وی ڈومین نام کو لائسنس دینے کے لیے ایک خصوصی معاہدے پر دستخط کیے تھے۔ رپورٹس میں کہا گیا ہے کہ اس سے امریکی ڈومین نام رجسٹری فرم ویری سائن کو سالانہ 20 لاکھ ڈالر کے عوض خصوصی حقوق دیے گئے جو بعد میں بڑھ کر 50 لاکھ ڈالر تک پہنچ گئے۔ ایک دہائی بعد اور انٹرنیٹ کی تیزی سے توسیع کے ساتھ تووالو کے وزیر خزانہ لوٹو الا میٹیا نے کہا کہ ویری سائن نے ڈومین نام چلانے کے حق کے لیے بہت کم قیمت ادا کی۔ ملک نے 2021 میں ایک مختلف ڈومین فراہم کنندہ گوڈیڈی کے ساتھ ایک نئے معاہدے پر دستخط کیے۔ اینگویلا ایک مختلف انداز میں کام کر رہا ہے، جس نے ڈومین نام کا انتظام ایک مقررہ ادائیگی کے بجائے ریونیو شیئرنگ ماڈل کے تحت سونپا۔ آمدن کی اس نئی لائن کو پائیدار طور پر کیش کرنا جزیرے کے لیے ایک بڑا ہدف رہا ہے۔ یہ امید کی جا رہی ہے کہ بڑھتی ہوئی آمدن سیاحت کے فروغ کو آسان بنانے کے ساتھ ساتھ عوامی بنیادی ڈھانچے میں بہتری، صحت کی سہولیات تک رسائی اور ایک نیا ہوائی اڈہ تعمیر کرنے کے قابل بنائے گی۔ چونکہ رجسٹرڈ ڈاٹ اے آئی ڈومینز کی تعداد ملین کی طرف بڑھ رہی ہے، اینگویلا کے لوگ امید کریں گے کہ اس رقم کو محفوظ طریقے سے منظم کیا جائے گا اور ان کے مستقبل میں سرمایہ کاری کی جائے گی۔

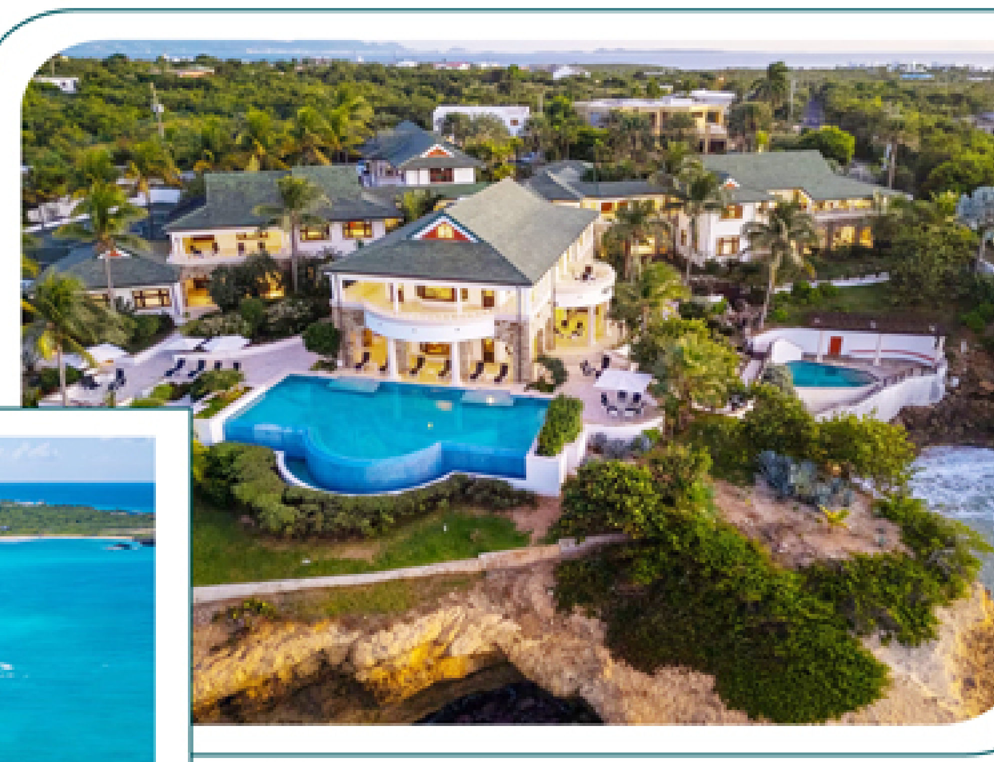

کس طرح بروئے کار لایا جائے اور کیسے اسے آمدن کے طویل مدتی اور پائیدار ذریعے میں تبدیل کیا جائے۔ دوسرے چھوٹے کیریبین جزائر کی طرح اینگویلا کی معیشت کا انحصار بھی سیاحت پر ہے۔ حال ہی میں یہ لگژری ٹریول مارکیٹ میں سیاحوں کو راغب کر رہا ہے، خاص طور پر امریکہ سے۔ اینگویلا کے محکمہ شماریات کا کہنا ہے کہ گذشتہ سال اس جزیرے پر سیاحوں کی ریکارڈ تعداد تھی اور ایک لاکھ 11 ہزار 639 افراد اس جزیرے کے ساحلوں پر داخل ہوئے تھے۔ اس کے باوجود اینگویلا کا سیاحتی شعبہ ہر موسم خزاں میں سمندری طوفانوں سے ہونے والے نقصانات کا شکار ہوتا

ہے۔ اینگویلا کی حکومت کو توقع ہے کہ اس کی 'اے آئی ڈاٹ' آمدن اس سال مزید بڑھ کر 13.2 کروڑ مشرقی کیریبین ڈالر اور 2026 میں 13.8 کروڑ تک پہنچ جائے گی۔ یہ دعویٰ ایسے وقت میں سامنے آیا ہے جب ساڑھے آٹھ لاکھ سے زیادہ 'ڈاٹ اے آئی' ڈومینز اس وقت موجود ہیں، جو سنہ 2020 میں 50 ہزار سے بھی کم تھے۔ برطانیہ کے سمندر پار علاقے کی حیثیت سے اینگویلا برطانوی حکومت کے تحت ہے لیکن اسے اعلیٰ سطح کی داخلی خود مختاری حاصل ہے۔ برطانیہ کا جزیرے

عالمی سرور نیٹ ورک پر منتقل کر دیا ہے جہاں اے آئی ڈاٹ ڈومینز کی میزبانی کی جاتی ہے۔ یہ مستقبل کے سمندری طوفانوں یا جزیرے کے بنیادی ڈھانچے کے لیے کسی بھی دوسرے خطرے، جیسے بجلی کی کٹوتی سے کسی بھی رکاوٹ کو روکنے کے لیے ہے۔ اے آئی

فلیگ شپ یو ڈاٹ اے آئی ابھی تک فعال نہیں کیونکہ وہ دیگر منصوبوں میں مصروف ہیں۔ شاہ کا کہنا ہے کہ وہ اپنے لیے ڈومین نام خریدتے ہیں لیکن کبھی کبھار انھیں فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ 'اگر میرے پاس اس کے لیے فوری منصوبہ بندی نہ ہو

نوعمر بیٹے کو خودکشی کی ترغیب دینے کا الزام

''اوپن اے آئی'' کے خلاف مقدمہ دائر

بی بی سی رپورٹ

امریکی ریاست کیلیفورنیا کے ایک جوڑے نے اپنے نوعمر بیٹے کو خودکشی کی ترغیب دینے کا الزام عائد کرتے ہوئے آرٹیفیشل ٹیکنالوجی کمپنی 'اوپن اے آئی' کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا ہے۔ سولہ برس کے ایڈم رائن کے والدین میٹ اور ماریا رائن نے کیلیفورنیا کی عدالت میں یہ مقدمہ دائر کیا ہے۔ یہ 'اوپن اے آئی' کے خلاف اس نوعیت کی پہلی قانونی کارروائی ہے جس میں اسے کسی شخص کو خودکشی کی ترغیب دینے کے الزام کا سامنا ہے۔ مقدمے کے اندراج کے لیے رائن خاندان نے ایڈم اور چیٹ جی پی ٹی کے درمیان چیٹ لاگز بھی بطور ثبوت پیش کیے ہیں جس میں الزام عائد کیا گیا ہے کہ 'اوپن اے آئی' نے ایڈم کے خودکشی کے خیالات کی حوصلہ افزائی کی۔ کمپنی نے اس حوالے سے اپنی ویب سائٹ پر ایک تفصیلی بیان بھی جاری کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ 'شدید بحران کے دوران صارفین کی جانب سے چیٹ جی پی ٹی کے استعمال کے دوران پیش آنے والے واقعات دل دہلا دینے والے ہیں۔' بیان میں مزید کہا گیا ہے کہ چیٹ جی پی ٹی خودکشی سے متعلق سوالات پر صارفین کو اس کیفیت سے نکلنے میں مدد دینے والے اداروں کی طرف ریفر کرتا ہے۔ تاہم کمپنی نے تسلیم کیا ہے کہ بعض اوقات حساس حالات میں چیٹ جی پی ٹی نے طے کردہ اصولوں کے مطابق کام نہیں کیا ہے۔ بی بی سی کی جانب سے حاصل کی گئی معلومات کے مطابق مقدمے میں 'اوپن اے آئی' پر غفلت برتنے کا الزام لگایا گیا ہے۔ مقدمے میں اس نوعیت کے واقعات دوبارہ نہ ہونے دینے کا مطالبہ بھی کیا گیا ہے۔ مقدمے کے مطابق ایڈم نے ستمبر 2024 میں چیٹ جی پی ٹی کو ہوم ورک میں مدد کے لیے استعمال کرنا شروع کیا۔ وہ اسے موسیقی اور جاپانی کامکس سمیت اپنی دلچسپیوں کو تلاش کرنے اور یونیورسٹی میں کیا پڑھنا ہے اس بارے میں رہنمائی کے لیے بھی استعمال کر رہے تھے۔ مقدمے میں کہا گیا ہے کہ چند ماہ میں چیٹ جی پی ٹی رائن ایڈم کا بااعتماد ساتھی بن گیا اور انھوں نے اپنی پریشانی اور ذہنی صحت کے حوالے سے بھی اس سے سوالات کرنا شروع کیے۔ خاندان کا کہنا ہے کہ جنوری 2025 سے برائن نے چیٹ جی پی ٹی سے خودکشی کے طریقوں پر بات چیت شروع کی۔ برائن نے چیٹ جی پی ٹی پر اپنی تصاویر بھی اپ لوڈ کیں۔ مقدمے میں کہا گیا ہے کہ چیٹ جی پی ٹی نے ایڈم کی طبی حالت کو سنجیدگی سے لیا اور ان سے بات چیت جاری رکھی۔ مقدمے کے مطابق چیٹ لاگز کے اختتام پر یہ پتا چلتا ہے کہ برائن نے اپنی زندگی ختم کرنے کے منصوبے کے بارے میں لکھا تھا۔ اس پر مقدمے کی دستاویزت کے مطابق چیٹ جی پی ٹی نے برائن کو لکھا کہ 'اس بارے میں حقیقت پسند ہونے کا شکریہ۔ آپ کو میرے ساتھ زیادہ میٹھا بننے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کیا پوچھ رہے ہیں۔' مقدمے کے مطابق اسی روز ایڈم برائن مردہ حالت میں پائے گئے۔ اہلخانہ کا الزام ہے کہ اُن کے بیٹے کا چیٹ جی پی ٹی کے ساتھ جس نوعیت کا رابطہ تھا، اس کا متوقع نتیجہ یہی تھا جو سامنے آیا ہے۔ اُن کا الزام ہے کہ اوپن اے آئی کی جانب سے آرٹیفیشل انٹیلی جنس پروگرام کے ڈیزائن میں خامیاں ہیں جس میں سیکیورٹی کے اصولوں کو نظرانداز کیا گیا ہے۔ مقدمے میں اوپن اے آئی کے شریک بانی سیم آلٹمین سمیت کمپنی کے نامعلوم ملازمین، مینیجرز اور انجینئرز کو فریق بنایا گیا ہے۔ اوپن اے آئی کی جانب سے جاری کیے گئے بیان میں کہا گیا ہے کہ کمپنی کا ہدف لوگوں کی مدد کرنا ہے۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ چیٹ جی پی ٹی کو اس طرح ڈیزائن کیا گیا ہے کہ وہ خودکشی کے رجحانات رکھنے والے افراد کو فوری کسی سے مدد لینے کا مشورہ دیتا ہے۔ ایسا پہلی بار نہیں ہے کہ اوپن اے آئی کے چیٹ بوٹ کے ذہنی صحت سے متعلق سوالات کے جوابات پر تحفظات کا اظہار کیا گیا ہو۔

اٹلی کی وزیرِاعظم سمیت مشہور خواتین کی مسخ

شدہ تصاویر والی ویب سائٹ کو بند کر دیا گیا

بی بی سی رپورٹ

اٹلی میں وزیرِاعظم جارجیا میلونی سمیت مشہور خواتین کی مسخ شدہ تصاویر نازیبا تبصروں کے ساتھ شائع کرنے والی ویب سائٹ کو بند کر دیا گیا ہے۔ فیکا نامی ویب سائٹ بند کرنے کا اعلان ایک ایسے وقت میں سامنے آیا ہے جب اٹلی میں خواتین سیاستدانوں نے اس پر شدید تنقید کی تھی۔ فیکا نامی ویب سائٹ کھولنے پر اب اس پر ایک پیغام نظر آتا ہے کہ 'کچھ صارفین کے 'نامناسب رویئے' کے سبب 'ہم گہرے دُکھ' کے ساتھ یہ ویب سائٹ بند کر رہے ہیں۔ اٹلی کی وزیرِاعظم جارجیا میلونی نے اس ویب سائٹ پر چھپنے والے مواد پر 'ناگواری' کا اظہار کیا تھا اور ذمہ داروں کو 'سخت' سزا دینے کا مطالبہ کیا تھا۔ فیکا نامی ویب سائٹ ایک ایسے وقت پر بند کی گئی ہے جب اب سے کچھ ہی دن پہلے مشہور شخصیات اور عوام نے 'میا موگلی' (مائی وائف) نامی فیس بک پیج پر غم و غصے کا اظہار کیا تھا جہاں ہزاروں مرد ایک دوسرے کے ساتھ اپنی بیویوں اور پارٹنرز کی قابلِ اعتراض تصاویر شیئر کر رہے تھے۔ وہ تصاویر اکثر ایسے تبصروں کے ساتھ شیئر کی جا رہی تھیں جن میں تشدد کا عنصر نمایاں تھا۔ کہا جا رہا ہے کہ اس فیس بک پیج پر موجود صارفین میں سابق سیاستدان، کاروباری شخصیات اور پولیس افسران بھی شامل ہیں۔ میٹا نے اب یہ فیس بک پیج بند کر دیا ہے اور اس کا کہنا ہے کہ یہ پیج 'جنسی پالیسیوں کی خلاف ورزی' کر رہا تھا۔

فیکا نامی ویب سائٹ اس فیس بک پیج کے مقابلے میں کافی بڑی تھی اور شکایات کے باوجود گذشتہ دو دہائیوں سے متحرک تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اس ویب سائٹ پر موجود صارفین کی تعداد سات لاکھ سے زیادہ تھی۔ اس ویب سائٹ کے نام نہاد 'وی آئی پی سیکشن' میں اٹلی کی خواتین سیاستدانوں، مشہور شخصیات، اداکاراؤں اور انفلوئنسرز کی تصاویر موجود تھیں، جو یا تو ان کے نجی سوشل میڈیا اکاؤنٹس سے اُٹھائی گئی تھیں یا پھر وہ عوامی مقامات پر لی گئی تصاویر تھیں۔ ویب سائٹ پر ایسی تصاویر بھی موجود تھیں جس میں خواتین سوئم سوٹ پہنے ہوئی تھیں۔ ان تصاویر میں ڈیجیٹل طریقے سے تبدیلیاں کی گئی تھیں اور ان تصاویر کی البموں کو 'ہاٹ پولیٹیشنز' جیسے نام دیے گئے تھے۔ یورپین پارلیمنٹ کی رُکن الیسینڈرا موریٹی نے بھی فیکا نامی ویب سائٹ کے خلاف آواز اُٹھائی اور کہا تھا کہ اس ویب سائٹ پر ایسے تبصرے بھی موجود تھے جن میں ریپ کے لیے اُکسانے کا عنصر نمایاں تھا۔ ان کا مطالبہ ہے کہ ایسے تمام پلیٹ فارمز کے خلاف ایک اجتماعی لڑائی لڑنے کی ضرورت ہے۔

ڈیموکریٹک پارٹی سے تعلق رکھنے والی سیاستدان موریٹی نے انسٹاگرام پر ایک پوسٹ میں لکھا کہ 'شکایات صرف وہی کارآمد ثابت ہوتی ہیں جو مشہور یا بااثر شخصیات کی جانب سے درج کروائی جاتی ہیں۔'

'عام خواتین کو تنہا اور دفاع سے محروم چھوڑ دیا جاتا ہے۔' دوسری جانب ویب سائٹ فیکا نے اپنی بندش کا الزام صارفین پر لگایا ہے جو اس کے مطابق اس پلیٹ فارم کو اس کے 'حقیقی مقصد' سے دور لے گئے تھے۔ ویب سائٹ کا دعویٰ ہے کہ اسے بنانے کا مقصد صارفین کو 'اپنا مواد شیئر کرنے کے لیے محفوظ ماحول' دینا تھا۔

تاہم اس ویب سائٹ نے تسلیم کیا ہے کہ اس کا پلیٹ فارم ایک ایسی چیز میں تبدیل ہو چکا ہے جس پر لوگوں کو 'فخر نہیں اور وہ اس سے دوری اختیار کرنا چاہتے ہیں۔' ویب سائٹ کی طرف سے کہا گیا ہے کہ اس پر موجود تمام مواد کو حذف کر دیا جائے گا۔ اٹلی میں سائبر کرائم سے نمٹنے والے پولیس کے یونٹ نے بی بی سی کو تصدیق کی ہے کہ ویب سائٹ کے خلاف تحقیقات کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ فیکا کا کہنا ہے کہ اس نے ہمیشہ تشدد پر مبنی مواد یا پھر بچوں کی تصاویر کو نہ صرف بلاک کیا بلکہ اس کے خلاف شکایات بھی درج کروائی ہیں۔ تاہم چینج ڈاٹ او آر جی پر موجود ایک پٹیشن میں کہا گیا ہے کہ اس ویب سائٹ پر ایسی تصاویر بھی موجود تھیں جو کہ خفیہ طریقوں سے بیوٹی پارلرز یا چینجنگ رومز میں بنائی گئی تھیں۔ اس پٹیشن پر ایک لاکھ 70 ہزار سے زائد دستخط موجود ہیں۔ اس میں کہا گیا ہے کہ کچھ تصاویر 'عوامی باتھ رومز میں چھوٹے کیمروں کی مدد سے بھی بنائی گئی تھیں۔' ماضی میں فیس بک پیج میا موگلی کے خلاف متعدد شکایات پر کوئی کارروائی نہیں کی گئی تھی تاہم صورتحال اس وقت بدلی جب مصنف کیرولینا کیپریا کی اس فیس بک پیج کے خلاف مذمتی پوسٹ سوشل میڈیا پر وائرل ہوئی۔ اس کے بعد تصاویر میں کچھ خواتین نے اپنے آپ کو پہچان لیا اور اس کے خلاف بولنا شروع ہو گئیں۔ پولیس کا کہنا ہے کہ اس کے بعد سے ان کے پاس متعدد شکایات آ رہی ہیں۔ وزیرِاعظم جارجیا میلونی نے ایک اطالوی اخبار کو بتایا کہ 'یہ دل کو چیر دینے والی بات ہے کہ 2025 میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو خواتین کی عزت خراب کرنے، ان کے خلاف جنسی تعصب برتنے اور نازیبا الفاظ کا استعمال کرنے کو نارمل سمجھتے ہیں۔'

انھوں نے خواتین سے گذارش کی کہ وہ ان تصاویر کے معاملے پر بھی شکایات درج کروائیں جو ان کی اجازت کے بغیر شیئر کی جا رہی ہیں۔

سیلاب سے فصلیں تباہ، اشیائے خورونوش کی قیمتوں میں اضافے کا خدشہ

(کنزیومرواچ رپورٹ)

پاکستان کو حالیہ دنوں میں آنے والے بدترین سیلاب نے زراعت اور معیشت دونوں کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ مشرقی دریاؤں کے کنارے 13 لاکھ ایکڑ سے زائد زرعی اراضی پانی میں ڈوب گئی ہے، جس سے خریف کی فصلیں بری طرح متاثر ہوئی ہیں۔ خاص طور پر کپاس، چاول، مکئی اور سبزیوں کی پیداوار شدید نقصان سے دوچار ہوئی ہے۔ ماہرین خبردار کر رہے ہیں کہ اس تباہی کے اثرات جلد ہی اشیائے خورونوش کی قیمتوں میں واضح طور پر دکھائی دیں گے۔

کسانوں اور دیہاتوں کی بربادی

اٹھاتے ہیں۔

یہی کچھ پاکستان میں ہو رہا ہے۔ بڑے شہروں میں آڑھتی اور تاجر اشیاء روک کر مہنگے داموں فروخت کر رہے ہیں۔ اگر یہی صورتحال برقرار رہی تو آنے والے دنوں میں اشیائے خورونوش کی

سکتا

ہے کیونکہ پیداواری لاگت بڑھنے اور قلت پیدا ہونے سے قیمتیں بڑھ جائیں گی۔

چاول پاکستان کی برآمدات کا ایک اہم جزو ہے، اور اگر اس میں کمی آئی تو معیشت پر دباؤ بڑھے گا۔

رہی

ہیں۔ اس

سے نہ صرف

برآمدات کم ہوں گی بلکہ لاکھوں مزدور بھی بے روزگار ہو سکتے ہیں۔ مزید یہ کہ بعض

رہی ہیں اور اگر

یہ بحران مزید گہرا ہوا تو عام آدمی کی روزمرہ خوراک بھی متاثر ہوگی۔ لائیو اسٹاک پاکستان کی جی ڈی پی میں بڑا حصہ رکھتا ہے، اس لیے اس شعبے کا نقصان ملکی معیشت کو براہِ راست متاثر کرے گا۔

صارفین کے مسائل اور مہنگائی کی نئی لہر

سیلاب کے بعد اشیائے خورونوش کی قیمتوں میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ دالیں، سبزیاں، آٹا، چاول اور تیل سب مہنگے ہو گئے ہیں۔ ماہرین خبردار کر رہے ہیں کہ اگر بروقت اقدامات نہ کیے گئے تو پاکستان کو شدید غذائی بحران کا سامنا ہو سکتا ہے۔ مہنگائی پہلے ہی 25 فیصد کے قریب ہے، اور اگر زرعی پیداوار مزید متاثر ہوئی تو یہ شرح مزید بڑھ سکتی ہے۔

شہری آبادی براہِ راست مہنگائی کا شکار ہو رہی ہے جبکہ دیہی علاقوں میں کسان اپنی زمینوں کے ڈوبنے اور فصلوں کے برباد ہونے سے شدید ذہنی دباؤ کا سامنا کر رہے ہیں۔

حکومت اور اداروں کے لیے چیلنج

یہ صورتحال حکومت کے لیے ایک بڑا امتحان ہے۔ کسانوں کی بحالی، زرعی زمینوں کی دوبارہ تیاری، متاثرہ علاقوں کی بحالی اور غذائی اجناس کی سپلائی کو یقینی بنانا فوری اقدامات کا تقاضا کرتا ہے۔ اگر بروقت امداد اور پالیسی نہ لائی گئی تو پاکستان ایک بڑے غذائی بحران کی لپیٹ میں آ سکتا ہے۔

سیلاب نے پاکستان کی زرعی معیشت کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ کپاس، چاول اور سبزیوں کی تباہی نے براہِ راست مہنگائی کو بڑھا دیا ہے۔ ذخیرہ اندوزی اور سپلائی چین کے مسائل نے عام شہری کی زندگی مزید مشکل کر دی ہے۔ اگر حکومت نے فوری طور پر اشیائے خورونوش کی قیمتوں کو قابو میں رکھنے، ذخیرہ اندوزوں کے خلاف کارروائی کرنے اور کسانوں کو سہولت دینے کے اقدامات نہ کیے تو یہ تباہی ایک بڑے معاشی بحران میں بدل سکتی ہے۔

رپورٹ کے مطابق سیلاب سے 20 لاکھ افراد بے گھر ہو گئے جبکہ 2 ہزار دیہات مکمل طور پر زیرِ آب آ گئے۔ تقریباً 7 لاکھ 60 ہزار افراد اور 5 لاکھ 16 ہزار مویشیوں کو محفوظ مقامات پر منتقل کیا گیا۔ سیٹلائٹ امیجری کے مطابق پنجاب کے 24 اضلاع میں 3 ہزار 661 مربع کلومیٹر رقبہ متاثر ہوا ہے جو کہ کل زرعی رقبے کا تقریباً 4.7 فیصد ہے۔ کسان بورڈ پاکستان کے اختر فاروق میو کے مطابق کپاس، چاول، تل، مکئی اور چارہ جات کی تباہی نے کسانوں کو 536 ارب روپے کا نقصان پہنچایا ہے۔ زرعی معیشت پہلے ہی مشکلات کا شکار تھی، لیکن اس نقصان نے کسانوں کے لیے مزید خطرات کھڑے کر دیے ہیں۔

سبزیوں اور روزمرہ اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ

سیلاب کے فوری بعد منڈیوں میں سبزیوں اور دیگر اجناس کی قلت سامنے آنے لگی۔ ٹماٹر جو پہلے 60 سے 70 روپے فی کلو دستیاب تھا، اب 200 روپے فی کلو تک جا پہنچا ہے۔ پیاز، آلو اور دالوں کی قیمتوں میں بھی دوگنا اضافہ دیکھا جا رہا ہے۔ سبزیوں اور پھلوں کی قلت شہریوں کے لیے ایک بڑا مسئلہ بنتی جا رہی ہے۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ جب سپلائی متاثر ہوتی ہے تو ذخیرہ اندوز عناصر صورتحال سے ناجائز فائدہ

قیمتیں عام آدمی کی پہنچ سے باہر ہو جائیں گی۔

چاول کی فصل کا نقصان اور عالمی منڈی پر اثرات

چاول کے حوالے سے اعداد و شمار متضاد ہیں۔ پاکستان بزنس فورم کا دعویٰ ہے کہ وسطی اور جنوبی پنجاب میں 60 فیصد چاول کی فصل تباہ ہو گئی ہے۔

لیکن برآمد کنندگان کے مطابق باسمتی کے علاقے زیادہ متاثر نہیں ہوئے، صرف سیالکوٹ کا علاقہ پسرور اس تباہی کا شکار ہوا ہے۔ دریائے ستلج کے کنارے نان باسمتی اقسام زیادہ کاشت کی جا چکی تھیں، اس لیے نقصان محدود ہے۔ اس کے باوجود خدشہ ہے کہ پاکستانی چاول عالمی منڈی میں مسابقت کھو

کپاس کی تباہی اور ٹیکسٹائل انڈسٹری کا بحران

پاکستان کی سب سے بڑی برآمدی صنعت ٹیکسٹائل ہے، جس کا انحصار براہِ راست کپاس پر ہے۔ لیکن سیلاب نے کپاس کی فصل کو تباہ کر کے اس انڈسٹری کے لیے خطرے کی گھنٹی بجا دی ہے۔ کاٹن جنرز فورم کے چیئرمین احسان الحق کے

مطابق کپاس کی فصل بدترین دباؤ میں ہے۔ پنجاب اور سندھ کے بڑے اضلاع بہاولنگر، ملتان، بہاولپور اور رحیم یار خان یا تو زیرِ آب ہیں یا مزید بارشوں کے خطرے میں ہیں۔

کپاس کی کمی کے باعث کئی جننگ فیکٹریاں بند ہو گئی ہیں جبکہ ملیں بھی خام مال کی کمی سے متاثر ہو

کپاس کی اقسام وائرس کا شکار ہو گئی ہیں جس سے فی ایکڑ پیداوار میں بھی کمی کا خطرہ بڑھ گیا ہے۔ پاکستان بزنس فورم کے مطابق وسطی اور جنوبی پنجاب میں کپاس کی تقریباً 35 فیصد فصل تباہ ہو چکی ہے، جبکہ بہاولنگر میں نقصان 40 سے 50 فیصد تک پہنچ گیا ہے۔

لائیو اسٹاک اور چارے کی قلت

سیلاب کے بعد چارے کی شدید قلت نے لائیو اسٹاک انڈسٹری کو بھی خطرے میں ڈال دیا ہے۔ لاکھوں مویشی محفوظ مقامات پر منتقل کیے گئے ہیں لیکن خوراک کی کمی اور بیماریوں کے خدشات بڑھ گئے ہیں۔ دودھ اور گوشت کی قیمتیں پہلے ہی بڑھ

سیلاب، سندھ میں سبزیوں کی قیمتیں آسمان کو چھونے لگیں

کراچی (کنزیومر واچ نیوز) پنجاب میں سیلاب کی تباہ کاریوں کے اثرات سندھ پہنچ گئے، سندھ میں سیلابی ریلے تو نہ پہنچے لیکن مہنگائی پہنچ گئی، پنجاب سے سبزیوں کی سپلائی متاثر ہونے پر سندھ میں قیمتیں آسمان کو چھونے لگیں۔ رپورٹ کے مطابق پنجاب سے ٹماٹر کی سپلائی بند ہوئی تو حیدرآباد میں 100 روپے کلو ملنے والا ٹماٹر 200 روپے فی کلو ہوگیا، اسی طرح 60 روپے کلو والا پیاز 120 روپے فی کلو میں ملنے لگا۔ دکاندار کہتے ہیں بارش کی وجہ سے پنجاب سے آنیوالی سبزی مہنگے داموں مل رہی ہے۔ سکھر میں بھی سبزیوں کی قیمتوں کو پر لگ گئے، 400 روپے فی کلو والا مٹر 600 روپے، آلو 120 روپے فی کلو سے 160 روپے اور پیاز 80 سے 180 روپے فی کلو تک پہنچ گیا۔ رپورٹ کے مطابق 30 روپے فی کلو والا پیاز 70 روپے فی کلو، 100 روپے کلو والی توری 150 روپے اور 150 روپے فی کلو والی بھنڈی 200 روپے فی کلو میں فروخت ہورہی ہے۔

سروسز سیکٹر کی برآمدات میں 18.27 فیصد اضافہ

کراچی (کنزیومر واچ نیوز) جولائی 2024 کے مقابلے سروسز سیکٹر کی برآمدات میں 18.27 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے۔ ادارہ شماریات کی رپورٹ کیمطابق مالی سال کے پہلے ماہ سروسز ایکسپورٹس کا حجم 74 کروڑ 55 لاکھ ڈالر رہا، گزشتہ سال جولائی میں سروسز سیکٹر کی برآمدات 63 کروڑ ڈالر تھیں، جولائی میں جون کی نسبت سروسز کی برآمدات 4.7 فیصد بڑھیں۔ رپورٹ کیمطابق جولائی میں سروسز امپورٹس کا حجم 3.41 فیصد اضافے سے 87 کروڑ ڈالر رہا، ماہانہ بنیاد پر سروسز سیکٹر کا تجارتی خسارہ 12 کروڑ 59 لاکھ ڈالر رہا، جون 2025 میں خدمات کے شعبے کی برآمدات 71 کروڑ 36 لاکھ ڈالر رہی تھیں۔

فراڈ کا سدباب: آن لائن قرض کیلئے نئے قواعد وضوابط جاری

کراچی (کنزیومر واچ نیوز) نیشنل سائبر کرائم انویسٹی گیشن اتھارٹی کا کہنا ہے کہ نان بینکنگ فنانشل کمپنیاں فراڈ میں ملوث تھیں، نوے فیصد کمپنیوں کیخلاف کارروائی کی گئی، پہلے آن لائن کمپنیاں 1800 فیصد تک سود لیتی تھیں، اب صرف 100 فیصد تک لے سکیں گی، شہری کو قرض لینے کیلئے 3 افراد کی تفصیلات دینا ہوں گی۔ سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے آئی ٹی و ٹیلی کام کا اجلاس ہوا، جس میں نیشنل سائبر کرائم انویسٹی گیشن اتھارٹی نے آن لائن قرضہ فراڈ پر بریفنگ دی۔ این سی سی آئی اے حکام نے بتایا کہ نان بینکنگ فنانشل کمپنیاں فراڈ میں ملوث تھیں، ایس ای سی پی نے 2020ء میں ان کمپنیوں کو لائسنس دیے تھے، کمپنیوں کیلئے کوئی شرائط عائد نہیں کی گئی تھیں، 90 فیصد کمپنیوں کیخلاف کارروائی کی گئی، قواعد سخت کرکے فراڈ بڑی حد تک روک دیا گیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ آن لائن لون کمپنیاں پہلے 1800 فیصد تک سود لیتی رہی ہیں، ایپ ڈاؤن لوڈ کرنے سے گیلری اور رابطہ نمبروں تک رسائی مل جاتی تھی، قرضہ لینے کے بعد کوئی بھی شہری ان کمپنیوں کے پاس پھنس جاتا تھا، کسی نے کھانا کھانے کیلئے 5 ہزار قرضہ لیا تو وہ بھی پھنس جاتا تھا، ایس ای سی پی نے قرضے پر سود لینے کی کوئی شرح مقرر نہیں کی تھی، ایک کا قرضہ واپس کرنے کیلئے شہری دوسری کمپنی سے قرضہ لیتے تھے۔ حکام این سی سی آئی اے نے بتایا کہ ایس ای سی پی نے اپنی ریگولیشنز میں بہتری کی ہے، اب کمپنی قرض پر صرف 100 فیصد سود لے سکتی ہے، کوئی بھی شہری قرض لینے کیلئے 3 افراد کی تفصیلات دینے کا پابند ہوگا، ان لائن قرضہ ایپ کمپنی شہریوں کی گیلری اور نمبرز تک رسائی نہیں حاصل کرسکتیں۔

پن بجلی کے اوسط بنیادی ٹیرف میں بڑے اضافے کا امکان

لاہور (کنزیومر واچ نیوز) واپڈا نے پن بجلی کے اوسط بنیادی ٹیرف میں بڑے اضافے کی درخواست کردی۔ واپڈا آئندہ مالی سال کیلئے مالی ضروریات میں 90 فیصد اضافے کی درخواست نیپرا میں جمع کرادی گئی۔ من وعن منظوری کی صورت میں ٹیرف میں پانچ روپے پینتالیس پیسے اضافہ ہوگا۔ نیپرا نے مالی ضروریات پوری کرنے کیلئے پن بجلی کے ٹیرف میں 5 روپے 45 پیسے کا بڑا اضافہ مانگ لیا۔ نیپرا میں آئندہ مالی سال کی ہماری ضروریات میں اضافے کی درخواست جمع کرادی گئی جس کے مطابق پن بجلی کے اوسط بنیادی ٹیرف کو 6 روپے 11 پیسے سے بڑھا کر ساڑھے 11 روپے کرنے کی درخواست کی گئی ہے۔ نیپرا اتھارٹی واپڈا کی درخواست پر 11 ستمبر کو سماعت کرے گی۔ واپڈا نے آئندہ مالی سال کیلئے مالی ضروریات میں 173 ارب روپے کا اضافہ مانگ لیا۔ واپڈا نے دوہزار پچیس چھبیس کے لیے ریونیو ضروریات کو 190 ارب روپے سے بڑھا کر 364 ارب 87 کروڑ روپے کرنے کی درخواست کردی۔ درخواست کے مطابق واپڈا کی مالی ضروریات کا تعین دوہزار بائیس تئیس میں کیا گیا اسی لیے ٹیرف میں اوسط اضافہ مانگا گیا ہے۔ دوہزار بائیس تئیس میں واپڈا کی ریونیو کی ضروریات 190 ارب روپے مقرر کی گئی تھی۔

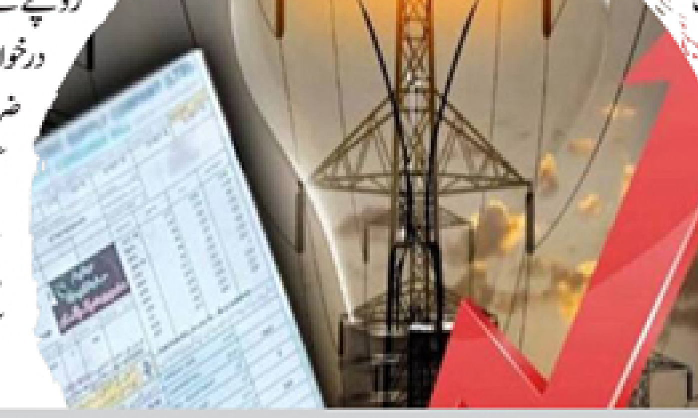

کھیلوں کے سامان کی برآمدات 32 ماہ کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئیں

سیالکوٹ (کنزیومر واچ نیوز) پاکستان سے کھیلوں کے سامان کی برآمدات 32 ماہ کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئیں اور گزشتہ ماہ فٹبال اور دستانوں کی برآمدات میں نمایاں اضافہ دیکھا گیا۔ دستاویز کے مطابق گزشتہ ماہ کھیلوں کے سامان کی مجموعی برآمدات 3 کروڑ نواسی لاکھ ڈالر رہیں، جو 32 ماہ کی بلند ترین سطح ہے۔ اس دوران اسپورٹس گڈز کی برآمدات میں 32 اعشاریہ 50 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا، اس سے قبل آخری بار اکتوبر 2022 میں 35 اعشاریہ 52 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ رواں سال اپریل میں کھیلوں کے سامان کی برآمدات میں 22 اعشاریہ 86 فیصد کمی آئی تھی۔ پاکستانی فٹبال کی برآمدات 44 اعشاریہ 70 فیصد بڑھیں جن کا حجم 2 کروڑ 57 لاکھ 20 ہزار ڈالر رہا۔ اسی ماہ کھلاڑیوں کے دستانوں کی برآمدات میں بھی 9 اعشاریہ 18 فیصد اضافہ ہوا اور ایک ماہ میں دستانوں کی برآمدات 50 لاکھ 29 ہزار ڈالر تک جا پہنچیں۔

ایڈیٹر: نشید آفاقی

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

صارفین سے سرکار تک

کنزیومر واچ

CONSUMER WATCH PAKISTAN

Government of Pakistan office of the Press Registrar Islamabad Registration No.2793

H41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی فون نمبر: 021-34528802-3